

نماز تراویح

۲۰  
رکعات  
سنت موکدہ ہے

غیر مقلدین کے اعتراضات کے مدلل جوابات

مستحکم اسلام  
مولانا محمد الیاس گھمن  
حفظہ اللہ

# تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے

مع

غیر مقلدین کے شبہات و اعتراضات کے جوابات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سرپرست: مرکز اہل سنت والجماعت، سرگودھا

ترتیب و پیشکش

احناف میڈیا سروس

تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے 2 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

برادران اہل السنۃ والجماعت! رمضان شریف کا مہینہ عالم روحانیت کا موسم بہار ہے۔ دن کو فرض روزہ رکھنا اور رات کو سنت تراویح ادا کرنا اس مبارک مہینہ کی مخصوص عبادات ہیں۔ حدیث مبارک میں ارشاد ہے:

شَهْرٌ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ وَ سَدَّدْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ۔

سنن ابن ماجہ: ص 94، باب ماجاء فی قیام شہر رمضان

ترجمہ: اس مہینہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض فرمائے ہیں اور میں نے اس کے قیام (تراویح) کو تمہارے لیے سنت قرار دیا ہے۔

اس ماہ مبارک کی برکات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔

مشکوٰۃ المصابیح: ج 1، ص 173

اس لیے اللہ والے ان مبارک گھڑیوں کو غنیمت سمجھتے ہیں اور ایک لمحہ بھی ضائع نہیں ہونے دیتے کہ شانہ آئندہ سال ہمیں یہ مقدس گھڑیاں نصیب ہوں یا نہ ہوں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ شَهْرَ رَمَضَانَ شَدَّ مِئْزَرَهُ، ثُمَّ لَمْ يَأْتِ فِرَاشَهُ حَتَّى يَسْلَخَ۔

شعب الایمان للبیہقی: ج 3، ص 310

ترجمہ: جب رمضان کا مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر ہمت کس لیتے اور اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے، یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔

لیکن جب رمضان کی آخری دس راتیں آتیں تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی

فرماتی ہیں کہ:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَّلِ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهَا.

صحیح مسلم: ج 1، ص 372، باب الاجتهاد فی العشر الاواخر الخ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری دس دنوں میں جو کوشش فرماتے وہ باقی دنوں میں نہ فرماتے تھے۔

نیز امت کو بھی اس مہینے میں عبادت کی ترغیب دیتے تھے۔ حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

صحیح بخاری: ج 1، ص 10، باب تطوع قیام رمضان من الایمان

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے رمضان میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے تراویح پڑھی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں

خود بھی بکثرت عبادت فرماتے تھے اور امت کو بھی بکثرت عبادت کی ترغیب دیتے

تھے۔ اس لیے اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ جتنی عبادت ہو سکے پوری ہمت اور کوشش

سے کرنی چاہیے۔

قیام رمضان:

قیام رمضان (تراویح) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت فرمایا۔ اسی

پر حضرات خلفاء راشدین میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ

عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ مجتہدین و

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 4 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

حضرات مشائخ رحمہم اللہ عمل پیرا رہے، بلاد اسلامیہ میں چودہ سو سال سے اسی پر عمل ہوتا رہا ہے اور امت کا اسی پر اجماع ہے۔ آنے والے سطور میں اس کی وضاحت آ رہی ہے۔

لفظ تراویح:

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالْتَّرَاوِيحُ مَجْمَعٌ تَرْوِيحٍ وَهِيَ الْمَرَّةُ الْوَاحِدَةُ مِنَ الرَّاحَةِ كَتَسْلِيمَةٍ مِنَ السَّلَامِ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری ج 4 ص 317

ترجمہ: تراویح ”ترویحہ“ کی جمع ہے اور ترویحہ ایک دفعہ آرام کرنے کو کہتے ہیں، جیسے ”تسلیمہ“ ایک دفعہ سلام کرنے کو کہتے ہیں۔

نماز تراویح کی وجہ تسمیہ:

”ترویحہ“ وہ نشست ہے جس میں کچھ راحت لی جائے۔ چونکہ تراویح کی چار رکعتوں پر سلام پھیرنے کے بعد کچھ دیر راحت لی جاتی ہے، اس لیے تراویح کی چار رکعت کو ایک ”ترویحہ“ کہا جانے لگا اور چونکہ پوری تراویح میں پانچ ترویحے ہیں، اس لیے پانچوں کا مجموعہ ”تراویح“ کہلاتا ہے۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سُمِّيَتْ الصَّلَاةُ فِي الْجَمَاعَةِ فِي لَيْلِي رَمَضَانَ التَّرَاوِيحُ؛ لِأَنَّهَا أَوَّلُ مَا اجْتَمَعُوا عَلَيْهَا كَانُوا يَسْتَرِيحُونَ بَيْنَ كُلِّ تَسْلِيمَتَيْنِ.

فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج 4، ص 317

ترجمہ: جو نماز رمضان کی راتوں میں باجماعت ادا کی جاتی ہے اس کا نام ”تراویح“ رکھا گیا ہے، اس لیے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہلی بار اس نماز پر مجتمع ہوئے

تو وہ ہر دو سلام (چار رکعتوں) کے بعد آرام کیا کرتے تھے۔

## تراویح سنت مؤکدہ ہے

حضور علیہ السلام نے قیام رمضان کو سنت قرار دیا ہے جیسا کہ ابھی باحوالہ گزرا ہے۔ آپ علیہ السلام کے بعد حضرات خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اس پر مواظبت فرمائی جیسا کہ ہم اس کا بیان کریں گے، اور یہی مواظبت دلیل ہے کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ حضرت عریاض بن ساریہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ.

سنن ابی داؤد: ج 2، ص 290، باب فی لزوم السنۃ

ترجمہ: تم میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین (رضی اللہ عنہم) کی سنت کو اپنے اوپر لازم پکڑو اور اسے مضبوطی سے تھام لو۔

اس حدیث مبارک میں جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت پر لفظ ”علیکم“ (تم پر لازم ہے) اور عضوا علیہا بالنواجذ (مضبوطی سے تھام لو) سے عمل کرنے کی تاکید فرمائی اسی طرح حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت پر بھی عمل کرنے کی تاکید فرمائی جو کہ تراویح کے سنت مؤکدہ ہونے کی دلیل ہے۔

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی باجماعت نماز تراویح؛ تین راتیں:

آپ علیہ السلام سے تراویح کی جماعت صرف تین دن ثابت ہے، پورا مہینہ آپ علیہ السلام نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو کوئی نماز نہ پڑھائی جیسا کہ احادیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 6 تکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِنْ الشَّهْرِ حَتَّى يَبْقَى سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا فَلَمَّا كَانَتِ الْحَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ تَقَلَّتْنَا قِيَامَ هَذِهِ اللَّيْلَةِ. قَالَ فَقَالَ «إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهُ قِيَامٌ لَيْلَةٍ». قَالَ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ بَجَعَ أَهْلُهُ وَنِسَاءُهُ وَالنَّاسُ فَقَامَ بِنَا حَتَّى خَشِينَا أَنْ يَفُوتَنَا الْفَلَاحُ... ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ.

سنن ابی داؤد ج 1 ص 204، باب فی قیام شہر رمضان

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے، آپ نے پورا مہینہ ہمیں رات میں نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ سات دن باقی رہ گئے تو (تیسویں رات میں) آپ نے ہمیں نماز پڑھائی یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی جب چھ دن رہ گئے تو نماز نہیں پڑھائی پھر جب پانچ دن رہ گئے تو نماز پڑھائی (یعنی پچیسویں رات میں) یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر آپ اس رات کے باقی حصے میں بھی ہمیں نفل پڑھا دیتے تو کیا ہی اچھا ہوتا، آپ نے فرمایا: جب کوئی شخص امام کے ساتھ نماز (عشاء) پڑھے پھر اپنے گھر واپس جائے تو اسے پوری رات کے قیام کا ثواب ملے گا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب چار دن باقی رہ گئے تو آپ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی، جب تین دن باقی رہ گئے تو آپ نے اپنے گھر والوں، عورتوں اور دیگر لوگوں کو جمع کیا اور نماز پڑھائی (یعنی ستائیسویں رات) اتنی لمبی نماز پڑھائی کہ ہمیں اندیشہ ہونے لگا کہ ہم سے سحری رہ جائے گی، پھر باقی ایام بھی آپ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعدادِ رکعتِ تراویح:

### دلیل نمبر 1:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوُتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 284 باب کم یصلی فی رمضان من رُئِیةِ المعجم الکبیر للطبرانی ج 5 ص 433 رقم 11934، المنتخب من مسند عبد بن حمید ص 218 رقم 653، السنن الکبری للبیہقی ج 2 ص 496 باب ما رُوِی فی عددِ رکعاتِ القیامِ فی شَهرِ رَمَضانَ.)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس کی سند حسن درجہ کی ہے، امت کے تلقی بالقبول کی وجہ سے صحیح شمار ہو گی۔

### شبیہ:

زئی صاحب غیر مقلد نے لکھا: ”یہ حدیث موضوع و من گھڑت ہے“  
(تعدادِ رکعاتِ قیامِ رمضان: ص 28)

اور یہ بات نقل کی: ”وہو ضعیف-ہذا حدیث ضعیف“ (ایضاً)

نیز اس کے ایک راوی ابراہیم بن عثمان پر جرح بھی کی ہے۔ یہی کچھ غلام

مصطفیٰ غیر مقلد نے لکھا ہے۔ (آٹھ رکعت نماز تراویح: ص 6)

### جواب نمبر 1:

اللہ تعالیٰ جناب کو فہم نصیب فرمائے۔ حدیث کے بارے میں نقل کیا کہ یہ ضعیف ہے اور حکم لگایا ”موضوع و من گھڑت ہے“ کیا ضعیف حدیث موضوع ہوتی



تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 8 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ہے؟ [جبکہ زیر بحث حدیث درجہ حسن کی ہے، اور مؤیدات کی وجہ سے قوی تر ہے۔ تفصیل آگے آرہی ہے] اگر یہی اصول جناب کے ہاں مسلم ہے تو سنن اربعہ اور دیگر کتب حدیث کی جن روایات کو محدثین ضعیف بتلاتے ہیں ان پر شوق سے ”موضوع“ کا حکم لگائیے۔ جناب کی جانب سے حدیث کی ”عظیم خدمت“ ہوگی۔

اولاً:۔۔۔ ”ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ العنسی“ جن پر موصوف نے جرح کی ہے وہ اتنا بھی مجروح نہیں کہ اس کی روایت کو رد کر دیا جائے، بلکہ بعض محدثین سے اس کی تعدیل و توثیق اور مدح و ثناء بھی ثابت ہے۔

1: امام شعبہ بن الحجاج م 160ھ نے ابوشیبہ سے روایت لی ہے۔

(تہذیب الکمال للرمزی: ج 1، ص 268، تہذیب التہذیب: ج 1 ص 136)

اور غیر مقلدین کے ہاں اصول ہے کہ امام شعبہ اس راوی سے روایت لیتے ہیں جو ثقہ ہو اور اس کی احادیث صحیح ہوں۔

(القول المقبول فی شرح صلوٰۃ الرسول: ص 386، نیل الاوطار: ج 1 ص 16)

اگر ابوشیبہ اتنا ضعیف راوی ہوتا جتنا زئی صاحب کہتے ہیں تو پھر امام شعبہ ان سے روایت نہ لیتے۔

2: امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ الاساتذہ حضرت یزید بن ہارون رحمہ اللہ، ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ کے زمانہ قضاة میں ان کے کاتب تھے اور ان کے بڑے مداح تھے، فرماتے ہیں: ”ما قضی علی الناس یعنی فی زمانہ اعدل فی قضاء منہ“

(تہذیب الکمال ج 1 ص 270)

ترجمہ: ابراہیم بن عثمان کے زمانہ قضاة میں ان سے بڑھ کر کوئی قاضی نہیں ہوا۔

3: امام ابن عدی فرماتے ہیں: لہ احادیث صالحۃ (تہذیب الکمال ج 1 ص 270)

ترجمہ: ابوشیبہ کی احادیث درست ہیں۔

مزید فرماتے ہیں: وهو وإن نسبوا إلى الضعف خیر من إبراہیم بن أبی حیة۔

(تہذیب الکمال ج 1 ص 270)

ترجمہ: لوگوں نے ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ کی طرف ضعیف ہونے کی نسبت کی ہے، لیکن یہ ابراہیم بن ابی حیہ سے بہتر ہے۔

اور ابراہیم بن ابی حیہ کے بارے میں امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: شیخ، ثقة کبیر۔

(لسان المیزان ج 1 ص 53، رقم الترجمة 127)

ترجمہ: یہ شیخ ہیں اور بڑے ثقہ ہیں۔

تو جب ابراہیم بن ابی حیہ امام یحییٰ بن معین کے ہاں ثقہ ہے تو ابراہیم بن

عثمان ابوشیبہ حد درجہ ضعیف کیوں؟ اور اس کی حدیث موضوع و من گھڑت کیوں؟

ثانیاً:۔۔۔ ابراہیم بن عثمان پر کی گئی جروح میں سے بعض جروح مبہم و غیر مفسر ہیں اور

بعض جروح غیر مقبول اور مردود بھی ہیں۔ مثلاً زئی صاحب نے لکھا ہے: ”اسے شعبہ

نے جھوٹا کہا ہے۔“ (تعداد رکعات قیام رمضان: ص 29)

حالانکہ علامہ ذہبی اور حافظ ابن حجر کی پوری عبارت سامنے رکھنے سے واضح

ہو جاتا ہے کہ امام شعبہ کی یہ جرح ناقابل قبول ہے۔ خود علامہ ذہبی کے ہاں بھی یہ

جرح غلط ثابت ہوتی ہے۔ عبارت یہ ہے:

كذبة شعبۃ لكونه روى عن الحكم عن ابن ابی لیلیٰ انه قال شهد صفین

من اهل بدر سبعون فقال شعبۃ كذب والله لقد ذاکرت الحكم فما وجدنا شهد

صفین احدا من اهل بدر غير خزيمۃ. قلت: سبحان الله! اما شهدها علی؟ اما

شهدها عمار؟

(میزان الاعتدال للذہبی: ج 1 ص 84)

ترجمہ: امام شعبہ نے ابراہیم بن عثمان کو جھوٹا اس وجہ سے کہا ہے کہ اس نے حکم سے روایت کی کہ ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ جنگ صفین میں ستر بدری صحابہ شامل تھے۔ شعبہ نے کہا: واللہ! ابراہیم بن عثمان نے تو جھوٹی بات کہی ہے۔ میں نے خود امام حکم سے مذاکرہ کیا تو سوائے حضرت خزیمہ کے کسی کو اہل بدر سے نہیں پایا۔ میں (ذہبی) کہتا ہوں: سبحان اللہ! کیا صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر نہ تھے؟ کیا صفین حضرت عمار رضی اللہ عنہ حاضر نہ تھے؟

اس تفصیل سے امام شعبہ کی تکذیب کی حقیقت واضح ہو گئی کہ انہوں نے تکذیب صرف اس وجہ سے کی تھی کہ ابراہیم نے حکم کے واسطے سے ابن ابی لیلیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صفین میں ستر بدری صحابہ شریک تھے۔ تو اس سے ابراہیم کا جھوٹا ہونا کیسے ثابت ہوتا ہے؟ بلکہ جھوٹ تو اس وقت ثابت ہوتا کہ جب شعبہ حکم کے پاس مذاکرہ کرنے گئے تو حکم سرے سے اس بیان کا انکار کر دیتے لیکن حکم اس کا انکار نہیں کرتے، بلکہ مذاکرہ سے صرف ایک صحابی ثابت ہوا۔ معلوم ہوا کہ امام حکم نے بیان کیا تھا لیکن اب وہ ستر کا عدد ثابت نہ کر سکے۔ تو اس میں ابراہیم کا کیا قصور ہے؟! علاوہ ازیں علامہ ذہبی نے بھی امام شعبہ کے اس بیان کو یوں رد کر دیا کہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ بھی تو یقیناً شریک تھے۔ تو پھر متعین ایک ہی کیسے ثابت ہوا؟ کم سے کم تین کہیے یعنی اس طرح اور تحقیق کر لیجیے، ممکن ہے اور نکل آئیں۔ معلوم ہوا کہ امام ذہبی کے نزدیک بھی شعبہ کی یہ جرح مردود ہے، لیکن علی زئی صاحب کی ”دیانت“ کو بھی داد دیجیے۔

ثالثاً:۔۔۔ ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ پر کچھ کلام بھی کیا گیا ہے اور اسے ضعیف بھی بتلایا گیا ہے لیکن یہ اتنا بھی ضعیف نہیں کہ اس کی روایت کو مطلقاً ترک کر دیا جائے بلکہ دیگر

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 11 تکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مؤیدات کی وجہ سے (جن کا بیان آگے آرہا ہے) یہ روایت اس قدر مستحکم و قوی ہو جاتی ہے کہ ضعیف کہہ کر جان چھڑانا ناممکن سی بات ہے۔ چنانچہ محدث شہیر حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی فرماتے ہیں:

”ابوشیبہ کی یہ حدیث چاہے اسناد کے لحاظ سے ضعیف ہو مگر اس لحاظ سے وہ بے حد قوی اور ٹھوس ہے کہ عہد فاروقی کے مسلمانوں کا علانیہ عمل اس کے موافق تھا یا کم از کم آخر میں وہ لوگ اسی پر جم گئے اور روایتوں سے حضرت علی کے زمانہ کے مسلمانوں کا عمل بھی اسی کے موافق ثابت ہوتا ہے اور ہر چار ائمہ مجتہدین کے اقوال بھی اسی کے مطابق ہیں اور عہد فاروقی کے بعد سے ہمیشہ امت کا عمل بھی بلا اضافہ یا اضافہ کے ساتھ اس کے موافق رہا ہے۔ ان باتوں کے انضمام سے ابوشیبہ کی حدیث اس قدر قوی و مستحکم ہو جاتی ہے کہ اس کے بعد اس کو ضعیف کہہ کر جان چھڑانا ناممکن سی بات ہو جاتی ہے۔“

(رکعات تراویح ص 60)

## جواب نمبر 2:

اس روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہے اور قاعدہ ہے کہ اگر کسی روایت کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے تو روایت صحت کا درجہ پالیتی ہے۔

1: امام شافعیؒ (204ھ) فرماتے ہیں:

حدیث لا وصیہ لوارث إنہ لا یثبتہ أهل الحدیث ولكن العامہ تلتقہ بالقبول و عملوا بہ حتی جعلوا ناسخا لآیہ الوصیہ لہ۔

(فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث للسماوی ج 1 ص 289)

ترجمہ: محدثین اس حدیث کو ثابت نہیں مانتے لیکن علماء نے اس کو قبول کر لیا ہے اور

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 12 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

اس پر عمل بھی کرتے ہیں، حتیٰ کہ ان محدثین علماء نے اس حدیث کو آیت وصیت کا نسخ قرار دیا ہے۔

2: امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (911ھ) فرماتے ہیں:

قال بعضهم يحكم للحديث بالصحة اذا تلقاه الناس بالقبول وان لم يكن له اسناد صحيح.

(تدریب الراوی ص 29)

ترجمہ: بعض محدثین کا موقف ہے کہ حدیث پر صحیح ہونے کا حکم اس وقت (بھی) لگایا جائے گا جب امت اس حدیث کو قبول کر لے، اگرچہ اس کی سند صحیح نہ ہو۔

3: حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

و ذهب بعضهم الى ان الحديث اذا تأيد بالعبل ارتقى من حال الضعف الى مرتبة القبول. قلت: وهو الاوجه عندى.

(فیض الباری شرح البخاری: ج 3، ص: 409 کتاب الوصایا، باب الوصیۃ لوارث)

ترجمہ: بعض محدثین کی رائے یہ ہے کہ کسی حدیث کی تائید جب (امت کے) تعامل کے ساتھ ہو تو وہ درجہ ضعف سے درجہ قبولیت پالیتی ہے۔ میں (علامہ کشمیری رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ یہی رائے میرے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔

4: غیر مقلد عالم ثناء اللہ امرتسری نے اعتراف کیا: ”بعض ضعف ایسے ہیں جو امت کی تلقی بالقبول سے رفع ہو گئے ہیں“

(اخبار اہل حدیث مورخہ 19 اپریل 1907ء بحولہ رسائل اعظمی ص 331)

لہذا یہ روایت تلقی بالقبول ہونے کی وجہ سے یہ روایت صحیح و حجت ہے۔

جواب نمبر 3:

اس حدیث کو ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ سے روایت کرنے والے چار محدث

ہیں:

- 1: یزید بن ہارون: (مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 284)
- 2: علی بن جعد: (المجم الکبیر للطبرانی ج 5 ص 433 رقم 11934)
- 3: ابو نعیم فضل بن دکین: (المنتخب من مسند عبد بن حمید ص 218 رقم 653)
- 4: منصور بن ابی مزاحم: (السنن الکبریٰ للبیہقی ج 2 ص 496)

اور یہ چاروں حضرات ثقہ ہیں:

- 1: یزید بن ہارون: ثقہ، متقن۔ (تقریب التہذیب ص 638)
- 2: علی بن جعد: ثقہ، صدوق۔ (سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج 10 ص 466)
- 3: ابو نعیم فضل بن دکین: ثقہ ثبت۔ (تقریب التہذیب ص 475)
- 4: منصور بن ابی مزاحم: ثقہ۔ (تقریب التہذیب ص 576)

ان ثقہ و عظیم محدثین کا ابراہیم بن عثمان ابو شیبہ سے بیس رکعت نقل کرنے میں متفق ہونا قوی تائید ہے کہ یہ حدیث ثابت و صحیح ہے ورنہ یہ ثقہ حضرات اس طرح متفق نہ ہوتے۔

## دلیل نمبر 2:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ فَصَلَّى النَّاسَ أَرْبَعَةً وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَأَوْتَرَ بِثَلَاثَةٍ.

(تاریخ جرجان للہمی ص 317، فی نسخہ 142)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں ایک رات تشریف لائے اور لوگوں کو چار (فرض) بیس رکعت (تراویح)

اور تین وتر پڑھائے۔

فائدہ: اس حدیث کی سند حسن درجہ کی ہے۔

**فائدہ:** اس روایت کو تلقی امت بالقبول حاصل ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً خلفاء راشدین میں سے حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ اربعہ اور مشائخ امت رحمہم اللہ نے اس پر عمل فرمایا ہے اور بلاد اسلامیہ و حریم شریفین میں اسی بیس رکعت کا معمول رہا ہے۔ محدثین حضرات نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ تلقی امت بالقبول سے حدیث درجہ صحت کو پالیتی ہے۔ [حوالہ جات گزر چکے ہیں]

لہذا یہ روایت درجہ صحیح کو پہنچ جاتی ہے۔

**شعبہ:**

اس میں دوراوی محمد بن حمید الرازی اور عمر بن ہارون البلیخی ضعیف ہیں۔

**جواب:**

یہ حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں۔

**محمد بن حمید الرازی: (م 248ھ)**

آپ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، کے راوی ہیں۔

(تہذیب التہذیب ج: 5 ص: 547)

اگرچہ بعض محدثین سے جرح منقول ہے لیکن بہت سے جلیل القدر ائمہ محدثین نے آپ کی تعدیل و توثیق اور مدح بھی فرمائی ہے مثلاً:

1: امام احمد بن حنبل: وثقہ (ثقہ قرار دیا)۔

(طبقات الحفاظ للسیوطی ج: 1 ص: 40)

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 15 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

اور ایک بار فرمایا ”لا يزال بالرّی علم مادام حمید بن حمید حیا“۔ (جب تک محمد بن حمید زندہ ہیں مقام ری میں علم باقی رہے گا)

(تہذیب الکمال للرمزی ج:8 ص:652)

2: امام یحییٰ بن معین: ثقة، لیس بہ باس، رازی کیس [ثقة ہے اس احادیث پر کوئی کلام نہیں، سمجھ دار ہے] (ایضاً)

3: امام جعفر بن عثمان الطیالسی: ثقة۔ (تہذیب الکمال ج:8 ص:653)

4: علامہ ابن حجر: الحافظ [حافظ ہے]۔

(تہذیب التہذیب ج:5 ص:547)

5: علامہ بیہقی ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں: ”وفی اسناد بزار محمد بن حمید الرازی وهو ثقة“ [بزار کی سند میں محمد بن حمید الرازی ہے اور وہ ثقة ہے]۔

(مجمع الزوائد ج:9 ص:475)

چونکہ اس پر کلام ہے اور اس کی توثیق بھی کی گئی ہے، لہذا اصولی طور پر یہ حسن درجہ کا راوی ہے۔

عمر بن ہارون البلیخی: (م294ھ)

آپ ترمذی اور ابن ماجہ کے راوی ہیں۔ بعض حضرات نے جرح کی ہے لیکن بہت سے ائمہ نے آپ کی تعدیل و توثیق اور مدح و ثناء میں یہ الفاظ ارشاد فرمائے ہیں: ”الحافظ الامام، المکثر، عالم خراسان، من اوعیة العلم“ [علم کا خزانہ تھے] [کثیر الحدیث، وارث حل] [حصول علم کے اسفار کئے] ثقة، مقارب الحدیث۔

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج:1 ص:249، 248، سیر اعلام النبلاء ج:7 ص:148 تا 152، تہذیب

التہذیب ج:4 ص:315 تا 317)



لہذا اصولی طور پر آپ حسن الحدیث درجہ کے راوی ہیں۔

تنبیہ: راقم نے سہ ماہی مجلہ ”قافلہ حق“ ج:4 ش:3 میں ایک تحقیقی مضمون ”مسئلہ 20 تراویح۔۔۔ دلائل کی روشنی میں“ تحریر کیا تھا بعض آل حدیث نے الحدیث ش76 میں بازاری زبان استعمال کر کے اس پر لایعنی اعتراض کئے جن میں سے ایک اعتراض اس حدیث پر بھی تھا جس کا جواب ادارہ کی جانب سے اگلے شمارہ میں بعنوان ”بو تل فروش یا ایمان فروش“ دے دیا گیا، افادۃ پیش خدمت ہے:

## بو تل فروش یا ایمان فروش

بو تل فروش صاحب لکھتے ہیں کہ: ”گھمن نے ترجمہ میں بددیانتی کی ہے۔ چار رکعت فرض کا اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے کیونکہ اس من گھڑت روایت سے چوبیس رکعات تراویح کا ثبوت ملتا تھا“۔ (الحدیث ش76 ص33) جائزہ:

حدیث مبارک کے متن میں الفاظ موجود ہیں [اربعة وعشرین رکعة ووتر بثلاثة] اس میں جماعت کے ساتھ ادا کی گئی مکمل نماز کا ذکر ہے اور یہ ہر وہ شخص سمجھتا ہے جو عقل کی نعمت سے محروم نہ کر دیا گیا ہو کہ رمضان المبارک میں امام پہلے باجماعت چار فرض اور پھر بیس رکعات تراویح اور آخر میں تین رکعات وتر پڑھاتا ہے مثلاً:

1: امام ابن بطال م449ھ نے حضرت عطاء بن ابی بارج سے ”یصلون ثلاثا وعشرین رکعة“ نقل کیا یعنی وہ حضرات 23 رکعات ادا فرماتے تھے اور پھر یوں وضاحت فرمائی ”الوتر منها ثلاثا“ کہ ان میں تین رکعات وتر ہے۔

(شرح البخاری لابن بطال ج3 ص146)

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 17 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

2: امام ابن عبد البرم 463ھ نے سائب بن یزید سے ”وكان القيام على عهداه [یعنی علی عہد عمر] بثلاث وعشرين ركعة“ یعنی حضرت عمر کے زمانہ مبارک میں 23 رکعت ادا کی جاتی تھیں اور اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ”وہذا معمول علی ان الثلاث للوتر“ یہ اس بات پر معمول ہے کہ تین رکعات وتر ہوتے تھے۔

(التمہید لابن عبد البرم ج3 ص519، الاستذکار لابن عبد البرم ج2 ص96 و مثله فی عمدۃ القاری علی البخاری لحافظ العینی عن ابن عبد البرم ج8 ص245)

3: امام ابن عبد البر نے ہی سیدنا اب عباس سے مرفوعاً یہ الفاظ تخریج فرمائے ہیں کہ ”کان یصلی فی رمضان عشرين ركعة“ کہ آپ رمضان میں بیس رکعات ادا فرماتے تھے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ”وہذا ایضاً سوی الوتر اور یہ وتر کے علاوہ کی نماز ہے۔ (التمہید لابن عبد البرم ج4 ص519)

4: امام ابن حجر ج852ھ نے سیدنا سائب بن یزید سے ”عشرين ركعة“ نقل فرمایا اور پھر یوں وضاحت فرمائی کہ ”وہذا معمول علی غیر الوتر اور یہ وتر کے علاوہ پر معمول ہے۔ (فتح الباری ج4 ص321)

خلفاء راشدین اور تراویح:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سنت پر عمل کرنے لگے تھے، مختلف جماعتوں میں یا متفرق ہو کر الگ الگ ٹولیوں میں بٹ کر تراویح پڑھتے رہتے تھے۔ حضور علیہ السلام دیکھتے تھے لیکن کبھی اس پر ناپسندیدگی یا ناگواری کا اظہار نہیں کیا بلکہ پسندیدگی کا اظہار فرما کر رضامندی کی سند عطا فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں:

خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَأَذَا أَتَأْسُ فِي رَمَضَانَ يُصَلُّونَ فِي نَاجِيَةٍ

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 18 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

الْمَسْجِدِ فَقَالَ « مَا هُوَ لَاءِ ». فَقِيلَ هُوَ لَاءِ نَأْسٍ لَيْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ وَأَبِيُّ بَنُ كَعْبٍ يُصَلِّي وَهُمْ يُصَلُّونَ بِصَلَاتِهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- « أَصَابُوا وَنَعَمَ مَا صَنَعُوا ».

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 204، باب فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ یہ لوگ حافظ قرآن نہیں ہیں اس لیے ابی بن کعب کی اقتداء میں نماز (تراویح) ادا کر رہے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے اچھا کیا اور صحیح کیا۔

اسی مضمون کی ایک دوسری روایت حضرت ثعلبہ بن ابی مالک القرظی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ:

قَالَ: « قَدْ أَحْسَنُوا، أَوْ قَدْ أَصَابُوا، وَلَمْ يَكْرَهُ ذَلِكَ لَهُمْ ».

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج 2 ص 495)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہوں نے اچھا کیا یا یہ فرمایا کہ صحیح کیا اور یہ چیز آپ نے ان کے لیے ناپسند نہیں کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تمام انصار و مہاجرین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کر لیا۔ آپ کے زمانہ خلافت میں بھی نماز تراویح کا وہی سلسلہ جاری رہا جو عہد نبوی کے آخری ایام میں موجود تھا یعنی انفرادی یا متفرق جماعتوں کی صورت میں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

ثُمَّ كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

(صحیح البخاری ج 1 ص 269، باب فضل من قام رمضان)

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 19 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ترجمہ: عہد نبوی والا یہ معاملہ خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ اور عہد فاروقی رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور تک اسی طرح قائم رہا۔

یعنی عہد صدیقی میں نہ مستقل طور پر باجماعت قیام رمضان تھا اور نہ متفرق جماعتوں میں رکعتوں کی کوئی تعیین۔ وجہ یہ تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے مختصر دور خلافت میں ارتداد، جھوٹے نبیوں اور مانعین زکوٰۃ وغیرہ جیسے فتنوں سے نبرد آزما ہونا پڑا، اس لیے اس امر کی طرف باقاعدہ توجہ نہ دی جاسکی۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا باجماعت تراویح کا اہتمام:

22 جمادی الثانی 13ھ کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سفر آخرت اختیار فرمایا اور انہی کے انتخاب پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی۔ تقریباً دو ماہ بعد رمضان المبارک آگیا۔ اس موقع پر آغاز رمضان میں آپ رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عکیم الجحفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ماہ رمضان کی اول شب نماز مغرب کے بعد حضرت عمر نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے فرمایا:

فان هذا الشهر كتب عليكم صيامه، ولم يكتب عليكم قيامه، فمن استطاع منكم ان يقوم فليقم فانها نوافل الخیر فمن لم يسقط فلينم على فراشه۔

(مصنف عبدالرزاق: ج 4 ص 204، باب قیام رمضان)

ترجمہ: یہ وہ مہینہ ہے جس کے روزے تم پر فرض کیے گئے ہیں لیکن اس کا قیام تم پر فرض نہیں کیا گیا۔ پس تم میں سے جو قیام کی طاقت رکھتا ہے وہ قیام کرے کیونکہ یہ نوافل خیر ہیں اور جو قیام کی طاقت نہ رکھے وہ بستر پر نیند کرے۔

گو یا خلافت فاروقی کے آغاز میں نماز تراویح کی سابقہ کیفیت برقرار تھی

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 20 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

اور اس کا درجہ نوافل یا استحبائی سنت کارہا، لیکن اگلے سال فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے باجماعت تراویح کے لیے سرکاری حکم جاری فرمادیا۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عبدالقاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کی ایک رات کو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی جانب نکلا، دیکھا کہ لوگ متفرق ٹولیوں کی صورت میں نماز پڑھ رہے تھے۔

فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هَؤُلَاءِ عَلَى قَارِئٍ وَاجِدٍ لَكَانَ أَمْثَلَ ثَمَّةَ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةَ أُخْرَى وَالتَّاسِ يُصَلُّونَ بِصَلَاةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ

(صحیح البخاری: ج 1 ص 269، باب فضل من قام رمضان)

ترجمہ: تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں ان کو ایک امام پر جمع کر دوں تو بہتر ہو گا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا۔ کچھ دن بعد آپ نے لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں جمع کر دیا۔ اس کے بعد ایک رات ہم نکلے تو لوگ مسجد میں ایک امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اچھا طریقہ ہے۔

سابقہ صفحات میں واضح ہوا کہ باجماعت تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین دن پڑھائی، اس پر مداومت نہ فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اول شخص ہیں جنہوں نے باقاعدہ باجماعت قیام رمضان کا اجراء فرمایا۔

تراویح کے سنت فاروقی ہونے کا مطلب:

نماز تراویح کو ”سنت فاروقی“ اس لیے کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے باقاعدہ جماعت کا اہتمام کیا اور پورا مہینہ اس کی ادائیگی

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 21 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

کا حکم فرمایا چنانچہ علامہ جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر سیوطی لکھتے ہیں:

وفي الاوائل للعسكري: اول من سن قيام رمضان عمر سنة اربع عشرة.

(الجاوی للفتاوی: ج 1، ص 336)

ترجمہ: علامہ عسکری کی کتاب ”الاولائل“ میں ہے کہ رمضان کی جماعت کا باقاعدہ قیام حضرت عمر نے سن چودہ ہجری میں جاری فرمایا۔

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

ان عمر بن الخطاب اول من جمع الناس على قيام شهر رمضان الرجال على ابى بن كعب والنساء على سليمان بن ابى حثمة.

(الجاوی للفتاوی ج 1 ص 336، السنن الکبری للبیہقی ج 2 ص 494)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوگوں کو قیام رمضان یعنی تراویح پر مجتمع فرمایا چنانچہ مردوں کا امام حضرت ابی بن کعب اور عورتوں کا امام حضرت سلیمان بن ابی حثمہ کو بنایا۔

الحاصل نفس تراویح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور اس کا باقاعدہ قیام اور باجماعت جاری کرنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سنت ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب:

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تین دن جماعت تراویح کروائی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پورا ماہ اس کا اہتمام کیوں کروایا ہے؟

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا ماہ اسے اس لیے

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 22 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

باجماعت ادا نہیں فرمایا تاکہ یہ امت پر فرض نہ ہو جائے اور امت اس کی ادائیگی سے عاجز آ کر گنہگار نہ ہو۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَشِيْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُتِلْتُمْ بِهِ

(سنن النسائي: ج 1 ص 237، باب الحث على الصلاة في البيوت الخ)

ترجمہ: مجھے اس بات کا ڈر ہوا کہ یہ نماز کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے، اگر فرض ہو جائے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اسے ادا نہ کر سکو۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو سلسلہ وحی بھی بند ہو گیا۔ اب اس کے فرض ہونے کا احتمال بھی ختم ہو گیا تو اب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منشاء نبوت کو سامنے رکھتے ہوئے پورا مہینہ اس کے باقاعدہ اہتمام کا حکم دیا۔ چنانچہ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

استنبط عمر ذلك من تقرير النبي صلى الله عليه وسلم من صلى معه في تلك الليالي وأن كان كذلك لهم فإنما كرهه خشية أن يفرض عليهم... فلما مات النبي صلى الله عليه وسلم حصل الأمن من ذلك ورجح عند عمر ذلك... وإلى قول عمر جنح الجمهور.

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج 4 ص 320)

ترجمہ: کہ صحابہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناپسندیدگی کے باوجود منع نہیں فرما رہے تھے وجہ اس ناپسندیدگی کی یہ تھی کہ کہیں یہ نماز ان پر فرض نہ ہو جائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو اس کے فرض ہونے کا خوف نہ رہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں یہی بات راجح ٹھہری کہ تراویح کے باجماعت پڑھنے کا باقاعدہ اہتمام کیا جائے اور جمہور حضرات نے آپ کی

بات کو قبول کیا۔

### حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے تعدد رکعت تراویح:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کی تعدد رکعت

بیان کرنے والے چھ حضرات ہیں۔ یہ تمام حضرات بیس رکعات ہی روایت کرتے ہیں

(مضطرب و ضعیف روایات کا کوئی اعتبار نہیں) ذیل میں روایات پیش خدمت ہیں:

#### 1: حضرت ابی بن کعب:

عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ أَنَّ عُمَرَ أَمَرَ أَبِيًّا أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ إِنَّ النَّاسَ يَصُومُونَ النَّهَارَ وَلَا يَحْسِنُونَ أَنْ يَقْرَأُوا فَلَوْ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَذَا شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ. فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ وَلَكِنَّهُ أَحْسَنُ. فَصَلَّيْتُ بِهِمْ عَشْرِينَ رَكْعَةً.

(مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاد الخیرة المہرۃ للبوصری ج 2 ص 424 باب فی قیام رمضان وماروی

فی عدد رکعاتہ،)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب

رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان شریف کی رات میں نماز (تراویح)

پڑھاؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں

اور (رات) قرأت (قرآن) اچھی نہیں کرتے۔ تو قرآن مجید کی رات کو تلاوت کرے

تو اچھا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اے امیر المؤمنین! یہ

تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”میں جانتا ہوں

لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے“ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس



رکعات نماز (تراویح) پڑھائی۔

فائدہ: اس روایت کی سند صحیح اور راوی ثقہ ہیں۔

### اعتراض:

آل حدیث نے لکھا: ”یہ روایت اتحاف الحیرة المہرۃ للبوصیری میں بغیر کسی سند کے احمد بن منیع کے حوالے مذکور ہے۔ سر فر از صفر دیوبندی لکھتے ہیں کہ ”بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی“ (مقدار رکعات قیام رمضان ص 74)

غلام مصطفیٰ ظہیر غیر مقلد نے بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے لکھا: ”بے سند روایات وہی پیش کرتے ہیں جنکی اپنی کوئی سند نہ ہو۔“ (آٹھ رکعت نماز تراویح ص 8)

### جواب:

اللہ تعالیٰ جناب کو اخلاق حسنہ عطا فرمائے، الاحادیث المختارہ للمقتدی میں یہ روایت سند کے ساتھ موجود ہے۔ جناب کی ”تسلی“ کے لئے سند پیش خدمت ہے:

أخبرنا أبو عبد الله محمود بن أحمد بن عبد الرحمن الثقفي بأصبهان أن سعيد بن أبي الرجاء الصيرفي أخبرهم قراءة عليه أنا عبد الواحد بن أحمد البقال أنا عبيد الله بن يعقوب بن إسحاق أنا جدى إسحاق بن إبراهيم بن محمد بن جميل أنا أحمد بن منيع أنا الحسن بن موسى نا أبو جعفر الرازي عن الربيع بن أنس عن أبي العالية عن أبي بن كعب أن عمر أمر أبا أن يوصل بالناس في رمضان الحديث

[الاحادیث المختارہ للمقتدی ج 3 ص 367 رقم 1161]

تنبیہ:۔۔۔ علامہ ابن تیمیہ حضرت ابی بن کعب کے بیس رکعت پڑھانے کو ثابت ماننے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں:

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 25 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

”قد ثبت ان ابی بن کعب کان یقوم بالناس عشرین رکعة ویوتر بثلاث فرأى اکثر من العلماء ان ذلك هو السنة لانه قام بين المهاجرين والانصار ولم ينكره منكر“۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ قدیم ص 186/ج 1، فتاویٰ ابن تیمیہ جدید ص 112 ج 23)

ترجمہ: یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابی بن کعب لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔ اس لئے علماء کی اکثریت کی رائے میں بیس ہی سنت ہیں کیونکہ حضرت ابی بن کعب نے بیس رکعت مہاجرین اور انصار صحابہ کے سامنے پڑھی ہیں اور کسی نے بھی (بیس تراویح کے سنت ہونے کا) انکار نہیں کیا۔

(تجلیات صفدر ج 3 ص 317 تا 318)

## 2: حضرت سائب بن یزید:

1: عَنْ يَزِيدِ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعَشْرِينَ رَكْعَةً وَإِنْ كَانُوا الْيَقْرُؤُونَ بِالْبَيْتَيْنِ مِنَ الْقُرْآنِ،

(مسند ابن الجعد ص 413 رقم الحدیث 2825)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام حضرت عمر رضی اللہ عنہ [اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ] کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور قاری صاحب سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس روایت کی سند بخاری کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

2: عَنْ يَزِيدِ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعَشْرِينَ رَكْعَةً وَكَانُوا يَقْرَأُونَ بِالْبَيْتَيْنِ، وَكَانُوا يَتَوَكَّلُونَ عَلَى عَصِيْبِهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج2 ص496 باب ما رُوِيَ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ.)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ صحابہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ [اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ] کے زمانہ میں [صحابہ کرام باجماعت] بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور قاری صاحب سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے۔

فائدہ: اس روایت کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

3: روى مالك من طريق يزيد بن خصيفة عن السائب بن يزيد عشرين ركعة.

(نیل الاوطار للشوکانی ج2 ص514)

ترجمہ: امام مالک نے یزید بن خصیفہ کے طریق سے سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ (عہد فاروقی میں) بیس رکعت تراویح تھیں۔

تنبیہ: یہ طریق صحیح البخاری ج1 ص312 پر موجود ہے۔

4: عن السائب بن يزيد قال...القيام على عهد عمر ثلاثة وعشرين ركعة.

(مصنف عبدالرزاق ج4 ص201، حدیث نمبر 7763)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تین رکعت (وتر) اور بیس رکعت (تراویح) پڑھی جاتی تھی۔

5: عن السائب بن يزيد قال: كنا نقوم في زمان عمر بن الخطاب بعشرين ركعة والوتر.

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج2 ص305 باب قیام رمضان رقم الحدیث 1365)

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 27 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

صحیح روایت سائب بن یزید:

1: امام نووی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (مرقات ج 2 ص 194)

2: علامہ نیوی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے (التعلیق الحسن علی آثار السنن ص 222)

بعض شبہات کا ازالہ:

بعض الناس نے اس پر مضحکہ خیر شبہات کئے ہیں مثلاً:

1: اس روایت میں قیام کرنے والوں کا تعارف نامعلوم ہے۔۔۔ ان لوگوں کے

نام بتائیں۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔ (تعداد رکعات قیام رمضان: ص 77، 78)

جواب: روایت میں واضح موجود ہے کہ یہ لوگ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت

عثمان رضی اللہ عنہما کے دور کے لوگ ہیں۔ ظاہر ہے یہ صحابہ و تابعین ہی ہیں، کوئی غیر

مسلم نہیں۔ کیونکہ معرفة السنن للبیہقی میں ہے کہ سائب بن یزید خود فرماتے ہیں:

”کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب“ [حوالہ سابقہ] کہ ”ہم“ حضرت عمر رضی اللہ

عنہ کے زمانے میں الخ

اور سائب بن یزید صغار صحابہ میں سے ہیں۔ (تقریب التہذیب: ص 263) جو

اپنے ہم عصر اصحاب یعنی کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کی تراویح کا

ذکر فرما رہے ہیں۔ اگر بعض الناس کو حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ اور اس دور

کے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعارف نہ ہو اپنی ”تحقیق“ کو داد دیں اور اس اثر صحیح پر

لا یعنی اعتراض سے باز رہیں۔

2: آل حدیث نے لکھا: یہ روایت شاذ ہے۔ (تعداد رکعات قیام ص 16)

تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے 28 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

جواب: آل حدیث کا یہ قول بلا دلیل ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ سائب بن یزید کا یہ اثر شاذ نہیں اس لیے کہ یہ ابی بن کعب، یزید بن رومان، عبد العزیز بن رفیع، یحییٰ بن سعید، محمد بن کعب القرظی کی روایات کے مطابق ہے جن میں بیس رکعات کا ذکر ہے۔ (تفصیل آگے آرہی ہے)

### 3: حضرت محمد بن کعب القرظی:

قال محمد بن کعب القرظی کان الناس یصلون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان عشرین رکعة۔

(قیام اللیل للمروزی ص 157)

ترجمہ: محمد بن کعب القرظی (جو جلیل القدر تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت (تراویح) پڑھتے تھے۔

### شبیہ:

یہ روایت مرسل و منقطع ہے، کیونکہ محمد بن کعب القرظی کی حضرت عمر بن الخطاب سے ملاقات ثابت نہیں۔

### جواب:

محمد بن کعب القرظی [م 120ھ] خیر القرون کے ثقہ محدث ہیں۔

(تقریب التہذیب ص 534)

اور جمہور محدثین خصوصاً احناف و موالک کے ہاں خیر القرون کا ارسال و النقطاع مضر صحت نہیں۔

(تواعدنی علوم الحدیث للعثماني ص 138 وغیرہ)

پس روایت صحیح و قابل استدلال ہے۔

#### 4: حضرت یزید بن رومان:

عَنْ يَزِيدِ بْنِ رُومَانَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رُكْعَةً.

(موطا امام مالک: ص 98)

ترجمہ: یزید بن رومان کہتے ہیں کہ لوگ (صحابہ و تابعین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تیس رکعتیں پڑھتے تھے (بیس تراویح اور تین وتر) اس حدیث کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

#### شبیہ:

بعض غیر مقلد شبہ پیش کرتے ہیں کہ یزید بن رومان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا، اس لئے یہ سند منقطع ہے۔ (تعداد رکعات قیام رمضان ص 77)

#### جواب نمبر 1:

یہ اثر موطا امام مالک (ص 98) میں موجود ہے اور موطا امام مالک کے متعلق محدثین کی رائے یہ ہے:

قال الشافعي: أصح الكتب بعد كتاب الله موطأ مالك، واتفق أهل الحديث على أن جميع ما فيه صحيح على رأي مالك ومن وافقه، وأما على رأي غيره فليس فيه مرسل ولا منقطع إلا قد اتصل السند به من طرق أخرى، فلا جرم أنها صحيحة من هذا الوجه، وقد صنّف في زمان مالك موطآت كثيرة في تخریج أحاديثه ووصل منقطعه، مثل كتاب ابن أبي ذئب وابن عيينة والثوري ومعر.

(حیة اللہ البالغۃ: ص 281، باب طبقات کتب الحدیث)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب موطا

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 30 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

امام مالک ہے اور محدثین کا اتفاق ہے کہ اس میں جتنی روایتیں ہیں سب امام مالک اور ان کے موافقین کی رائے پر صحیح ہیں۔ (اس لئے کہ وہ لوگ مرسل کو بھی صحیح و مقبول مانتے ہیں) اور دوسروں کی رائے پر اس میں کوئی مرسل یا منقطع ایسا نہیں ہے کہ دوسرے طرق سے اس کی سند متصل نہ ہو، اور امام مالک کے زمانے میں موطا کی حدیثوں کی تخریج کے لیے اور اس کے منقطع کو متصل ثابت کرنے کے لیے بہت سے موطا تصنیف ہوئے جیسے ابن ابی ذئب، ابن عیینہ، ثوری اور معمر کی کتابیں۔  
پس لاعلم لوگوں کا اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر 2:

یزید بن رومان م 130 ھ ثقہ راوی ہیں۔ (تقریب التہذیب ص 632)  
اور پہلے وضاحت سے گزر چکا ہے کہ خیر القرون کا انقطاع وارسال عند الحدیثین خصوصاً احناف و مالکیہ کے ہاں صحت حدیث کے منافی نہیں۔ پس روایت صحیح و قابل استدلال ہے۔  
پس اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر 3:

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:  
وقال الشافعی: يُقْبَلُ إِنْ اخْتَصَدَ بِمَجِيئِهِ مِنْ وَجْهِ آخَرَ يُبَيِّنُ الطَّرِيقَ الْأُولَى  
مُسْتَدًّا أَوْ مَسَلًّا.

(نہزۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ص 101)

ترجمہ: امام شافعی فرماتے ہیں کہ مرسل کی تائید جب کسی دوسرے طریق سے ہو جائے جو طریق اول کے مابین ہی کیوں نہ ہو تو مقبول ہوتی ہے چاہے وہ دوسرا طریق

مسند ہویا مرسل۔

اور یزید بن رومان کے اثر کو دیگر کئی مرسلوں سے تائید حاصل ہے (جن کا بیان آگے آ رہا ہے) پس یہ اثر بالاتفاق مقبول ہے۔

### 5: حضرت یحییٰ بن سعید:

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِهِمْ عَشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 2 ص 285، باب کم یصلی فی رمضان من رکتہ)

ترجمہ: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائے۔

### شبیہ:

بعض آل حدیث نے لکھا: یحییٰ بن سعید نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں پایا، لہذا یہ روایت منقطع ہے۔

(مخلصاً مقدر قیام رمضان ص 76)

### جواب:

امام یحییٰ بن سعید م 144ھ خیر القرون کے ثقہ و نیک محدث ہیں۔ (تقریب التہذیب ص 622)

اور پہلے وضاحت سے گزر چکا ہے کہ خیر القرون کا انقطاع وارسال عند الجمہور خصوصاً عند الاحناف صحت حدیث کے منافی نہیں۔ پس اثر صحیح ہے۔

### 6: حضرت عبدالعزیز بن رفیع:

آپ رحمہ اللہ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت انس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عباس،



حضرت ابن عمر اور دیگر صحابہ کے شاگرد ہیں، صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

(تہذیب التہذیب: ج 4 ص 189، 190)

آپ فرماتے ہیں:

كَانَ أَبِي بَرْزٍ كَعْبٍ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 285 کم یصلی فی رمضان من رکعت)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

اس کی سند صحیح ہے اور تمام راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

فائدہ: مشہور قول کے مطابق حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی وفات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔

(تہذیب التہذیب: ج 1 ص 178)

گویا عبد العزیز بن رفیع نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی تراویح کو ذکر کیا ہے، اس لیے ہم ان کی روایت اس باب میں لائے ہیں۔

شبیہ:

بعض غیر مقلدین نے لکھا: عبد العزیز بن رفیع کی حضرت ابی بن کعب سے ملاقات ثابت نہیں، لہذا یہ روایت منقطع ہے۔

جواب:

امام عبد العزیز بن رفیع م 130ھ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور خیر القرون کے

ثقہ راوی ہیں۔ (تقریب التہذیب ص 389)

اور جمہور محدثین خصوصاً عند الاحناف خیر القرون کا ارسال و انقطاع مضر صحت نہیں۔

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 33 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ  
(تفصیل گزر چکی ہے) پس اعتراض باطل ہے اور روایت ٹھیک ہے۔

## 7: حضرت حسن بصری

عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس على ابي بن كعب في قيام رمضان فكان  
يصلى بهم عشرين ركعة۔

(سنن ابی داؤد ج 1 ص 211 باب القنوت فی الوتر)

ترجمہ: حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں  
کو حضرت ابی بن کعب کی امامت پر جمع فرمایا۔ وہ لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح  
پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس روایت کے راوی ثقہ ہیں۔

## شُبہ:

بعض الناس نے لکھا: ”عشرین رکعة“ کے الفاظ دیوبندی تحریف ہے۔  
محمود الحسن دیوبندی (1268-1339) نے یہ تحریف کی ہے، ”عشرین لیلة“ بیس  
راتیں کی بجائے ”عشرین رکعة“ بیس رکعتیں کر دیا۔ (آٹھ رکعت نماز تراویح ص 9)  
بعض نے یوں لکھا: یہ بات سفید جھوٹ ہے۔ (مقدار رکعات قیام رمضان

ص 30)

## جواب:

اولاً:۔۔۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ ایک غیر مقلد سلطان محمود جلالپوری

کے جواب میں فرماتے ہیں:

” ابو داؤد کے دو نسخے ہیں، بعض نسخوں میں عشرین رکعة اور بعض میں

عشرین لیلة ہے۔ جس طرح قرآن پاک کی دو قرأتیں ہوں تو دونوں کو ماننا چاہیے،



نے بھی انکار نہیں کیا۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

قد ثبت ان ابي بن كعب كان يقوم بالناس عشرين ركعة في قيام رمضان ويوتر بثلاث فرأى كثير من العلماء ان ذلك هو السنة لانه اقامه بين المهاجرين والانصاء. ولم ينكره منكر.

(فتاویٰ ابن تیمیہ ج 23 ص 122)

ترجمہ: یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابي بن كعب لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے اس لیے علماء کی اکثریت کی رائے میں بیس ہی سنت ہیں کیونکہ حضرت ابي بن كعب نے مہاجرین اور انصار کو بیس ہی پڑھائیں۔ اور کسی نے بھی (بیس تراویح کے سنت ہونے کا) انکار نہیں کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تعدد اور رکعت تراویح:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی تراویح میں رکعت ہی پڑھی جاتی تھی، جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تھی۔ قراء حضرات دو دو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور مقتدی شدت قیام کی وجہ سے تھک جاتے اور لالٹھیوں کا سہارا لیتے۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانُوا يَقْرَأُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رُكْعَةً وَكَانُوا يَقْرَأُونَ بِالْبَيْتَيْنِ، وَكَانُوا يَتَوَكَّلُونَ عَلَى عَصِيْبِهِمْ فِي عَهْدِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ شِدَّةِ الْقِيَامِ.

(السنن الكبرى للبيهقي ج 2 ص 496 باب ما روي في عدد ركعات القيام في شهر رمضان)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ (اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے زمانہ میں (صحابہ کرام باجماعت) بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور قاری صاحب سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

دور میں لائھیوں کا سہارا لیتے۔

فائدہ: اس روایت کی سند بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

اس سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بیس رکعت تراویح پر عمل ثابت ہوتا ہے نیز حضرات خلفاء خود بھی لوگوں کے ساتھ شریک ہو کر تراویح ادا کرتے۔ چنانچہ فقہ مالکی کی مشہور کتاب المدونۃ الکبریٰ میں تصریح ہے:

ان عمرو و عثمان کا نایقومان فی رمضان مع الناس فی المسجد۔

(ج 1 ص 194)

ترجمہ: حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما رمضان المبارک میں لوگوں کے ساتھ ہی باجماعت تراویح پڑھا کرتے تھے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے تعدد اور کثرت تراویح:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی تراویح بیس رکعت ہی پڑھی جاتی تھی۔ اس تراویح کو روایت کرنے والے تین حضرات ہیں۔ ان کی مرویات پیش خدمت ہیں:

1: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما:

رَوَى الْإِمَامُ الْحَافِظُ زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ فِي مُسْنَدِهِ كَمَا حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ أَمَرَ الَّذِي يُصَلِّي بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْقِيَامِ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ أَنْ يُصَلِّيَ بِهِمْ عَشْرِينَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُرَاحُ مَا بَيْنَ كُلِّ أَرْبَعٍ رَكْعَاتٍ.

(مسند الامام زید ص 159، 158)

ترجمہ: امام زید رحمہ اللہ اپنے والد امام زین العابدین رحمہ اللہ سے وہ اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 37 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

نے جس امام کو رمضان میں تراویح پڑھانے کا حکم دیا اسے فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات پڑھائے، ہر دور رکعت پر سلام پھیرے، ہر چار رکعت کے بعد آرام کا اتنا وقفہ دے کہ حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے اور (یہ بھی حکم دیا کہ قاری) سب سے آخر میں وتر پڑھائے۔

فائدہ: اس روایت کی سارے راوی اہل بیت کے ہیں اور ثقہ ہیں۔

2: حضرت ابو عبد الرحمن السلمی:

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَا الْقُرَّاءَ فِي رَمَضَانَ، فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلًا يُصَلِّي بِالثَّائِسِ عَشْرِ بَيْنَ رُكُوعَةٍ. قَالَ: وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُؤَيِّزُ بِهِمْ..

(السنن الكبرى للبيهقي ج 2 ص 496)

ترجمہ: ابو عبد الرحمن سلمی سے روایت ہے کہ حضرت علی نے رمضان میں قاریوں کو بلایا پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھایا کرے اور حضرت علی خود انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

شبہ نمبر 1:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ اس میں ایک راوی حماد بن شعیب ضعیف ہے۔

جواب:

اولاً:۔۔۔ اگرچہ حماد بن شعیب کی بعض ائمہ نے تضعیف کی ہے لیکن دیگر ائمہ نے اس کی توثیق بھی کی ہے مثلاً:

1: امام ابن عدی فرماتے ہیں: یکتب حدیثہ مع ضعفہ (لسان المیزان: ج 2

ص 348)

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 38 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

یعنی اس کی حدیث اس کے ضعف کے باوجود لکھی جاسکتی ہے۔

اور ارشاد الحق اثری غیر مقلد کے نزدیک ”یکتب حدیث“ کا جملہ الفاظ

تعدیل میں شمار ہوتا ہے۔ (توضیح الکلام ج 1 ص 547)

2: امام ابن حبان نے انہیں ثقات میں شمار کیا ہے۔ (تہذیب الکمال: ج 8

ص 378)

3: علامہ ابن تیمیہ نے اسی حماد بن شعیب والی روایت سے استدلال کیا ہے۔

(منہاج السنہ ج 2 ص 224)

4: امام بیہقی نے اس اثر علی کو اثر شتیر بن شکل کی قوت کے لیے روایت کیا ہے

جو دلیل ہے کہ یہ امام بیہقی کے نزدیک قوی ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 2 ص 996)

5: علامہ ذہبی جیسے ناقد فن نے اس پر المنتقی ص 542 پر سکوت فرمایا ہے۔

(تجلیات صفدر ج 3 ص 323)

6: امام ترمذی حضرت علی سے مروی اس میں رکعت والی روایت کو صحیح مانتے

ہیں جب ہی تو استدلال کرتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

واکثر اهل العلم علی ما روی عن علی وعمر وغیرہما من اصحاب

النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعة۔ (سنن الترمذی ج 1 ص 166)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

لہذا اصولی طور پر حماد بن شعیب حسن الحدیث درجہ کاراوی ہے اور حدیث

مقبول ہے۔

ثانیاً:۔۔۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور کی تراویح کے راوی حضرت حسین اور

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 39 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ابو الحسناء بھی ہیں۔ لہذا اس سند میں اگر ضعف ہو (جبکہ یہ حسن درجہ کی روایت ہے) تو ان مویدات کی وجہ سے ختم ہو جائے گا۔

## شبہ نمبر 2:

ایک غیر مقلد نے لکھا: ”عطاء بن السائب“ مختلط راوی ہے، حماد بن شعیب ان لوگوں میں سے نہیں جنہوں نے اس سے قبل الاختلاط سنا ہے۔

(آٹھ رکعت نماز تراویح ص 13)

## جواب:

اولاً:۔۔۔۔ عطاء بن السائب اگر آخر عمر میں مختلط ہو گئے تھے لیکن اتنے بھی نہیں کہ ان کی احادیث ضعیف قرار دی جائیں بلکہ باوجود اختلاط کے محدثین کے ہاں ان کی احادیث کم از کم ”حسن“ درجہ کی ضرور ہیں۔ مثلاً:

1: امام ہیثمی ایک روایت کے تحت لکھتے ہیں: ”وفیہ عطاء بن السائب وفیہ

کلامہ وهو حسن الحدیث“ (مجمع الزوائد ج 3 ص 142، باب التکبیر علی الجنابة)

ترجمہ: اس روایت میں عطاء بن السائب ہے، اس میں کلام ہے لیکن ان کی حدیث حسن درجہ کی ہے۔

2: علامہ ذہبی فرماتے ہیں: تابعی مشہور حسن الحدیث۔

(المغنی فی الضعفاء: ج 2 ص 59، رقم الترجمة 4121)

ترجمہ: یہ مشہور تابعی ہیں اور ان کی حدیث حسن درجہ کی ہوتی ہے۔

3: امام حاکم عطاء بن السائب کی ایک روایت جسے جریر بن عبد الحمید نے روایت

کیا ہے، کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

صحیح الاسناد (المستدرک للحاکم: ج 5 ص 350، کتاب التوبة والإنابة)



تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 40 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

حالانکہ جریر کا سماع بعد الاختلاط کا ہے۔ (اشذ الفیاح من علوم ابن الصلاح: ج 2 ص 750)

معلوم ہوا آپ اختلاط کے باوجود ”حسن الحدیث“ ہیں۔

4: حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: وكان اختلط بأخره ولم يفحش حتى يستحق ان

يعتدل به عن مسلك العدول۔ (تہذیب التہذیب ج 4 ص 493)

ترجمہ: عطاء بن السائب آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے لیکن اتنے فاحش اور زیادہ مختلط بھی نہیں ہوئے کہ وہ اختلاط کی وجہ سے عادل (وثقہ) ہیں راویوں کی راہ سے تجاوز کر جائیں۔

5: امام مسلم: انہوں نے عطاء بن السائب کو مقدمہ مسلم میں قابل اعتماد اور

طبقہ ثانیہ کا راوی شمار کیا ہے جن سے صحیح مسلم میں روایت لی ہے۔ (مقدمہ مسلم ص: 3)

لہذا یہ حسن الحدیث راوی ہے اور روایت حسن درجہ کی ہے۔

ثانیاً:۔۔۔۔ اس روایت کی مؤید دیگر روایات بھی ہیں جن میں حضرت

حسین اور حضرت ابوالحسناء کے طریق ہیں۔ پس یہ روایت مؤیدات کی وجہ سے حجت

و قابل اعتماد ہے۔

3: حضرت ابوالحسناء:

عَنْ أَبِي الْحُسَيْنِ: أَنَّ عَلِيًّا أَمَرَ رَجُلًا يُصَلِّيَ بِهِمْ فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رَكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 285، السنن الکبری ج 2 ص 497)

ترجمہ: ابوالحسناء سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم

دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھائے۔

فائدہ: اس روایت کی سند حسن درجہ کی ہے۔

فائدہ: اس روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ”حکم“ دینے کا ذکر ہے۔

شہ:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ابو الحسناء مجہول العین ہے، لہذا روایت ضعیف ہے۔

جواب:

اولاً:۔۔۔۔ عند الاحناف خیر القرون کی جہالت، تدلیس اور ارسال جرح ہی نہیں اور شوافع کے ہاں متابعت سے یہ جرح ختم ہو گئی کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت تراویح روایت کرنے میں ابو الحسناء اکیلے نہیں بلکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور امام ابو عبد الرحمن سلمی بھی یہی روایت کرتے ہیں۔

(تجلیات صفحہ 3 ص 328)

ثانیاً:۔۔۔۔ ابو الحسناء سے دوراوی یہ روایت نقل کر رہے ہیں:

1: عمرو بن قیس۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 285)

2: ابو سعید البقال۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ج 2 ص 497)

اور یہ دونوں بالترتیب ثقہ اور صدوق ہیں۔ (تقریب التہذیب ص 456 و 299)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: من روی عنہ اکثر من واحد ولم یوثق الیہ

الاشارة بلفظ مستور او مجہول الحال۔ (تقریب التہذیب: ص 111)

ترجمہ: جس راوی سے ایک سے زائد راوی روایت کریں اور اس کی توثیق کی گئی ہو تو اس کی طرف لفظ مستور یا مجہول الحال سے اشارہ کیا جاتا ہے۔

یہاں ابو الحسناء سے بھی دوراوی یہ روایت کر رہے ہیں۔ لہذا اصولی طور پر یہ

مجہول نہیں بلکہ مستور راوی بنتا ہے۔ غیر مقلدین کا اسے مجہول العین کہہ کر روایت رد

کرنا شرمناک ہے۔

الحاصل ابوالحسناء مستور راوی ٹھہرتا ہے اور محدثین کے ہاں قاعدہ ہے کہ مستور کی متابعت کوئی دوسرا راوی کرے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو تو اس کی روایت حسن ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

”ومتی تُوَبِّعَ السَّيِّءُ الْحَفِظَ بِمُعْتَبَرٍ: كَلْنُ يَكُونُ فَوْقَهُ، أَوْ مِثْلَهُ، لَا دُونَهِ، وَكَذَا الْمُخْتَلِطُ الَّذِي لَمْ يَتَمَيَّزْ، وَالْمُسْتَوْرُ، وَالْإِسْنَادُ الْمُرْسَلُ، وَكَذَا الْمُدَّلسُ إِذَا لَمْ يُعْرَفِ الْمَحْذُوفُ مِنْهُ صَارَ حَدِيثُهُمْ حَسَنًا، لَا لِذَاتِهِ، بَلْ وَضَعُهُ بِذَلِكَ بِاعْتِبَارِ الْمَجْمُوعِ“

(نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ص 234)

ترجمہ: جب سئی الحفظ راوی کی متابعت کسی معتبر راوی سے ہو جائے جو مرتبہ میں اس سے بہتر یا برابر ہو کم نہ ہو، اسی طرح مختلط راوی جس کی روایت میں تمیز نہ ہو سکے اور اسی طرح مستور، مرسل اور مدلس کوئی تائید کر دے تو ان سب کی روایات حسن ہو جائیں گی اپنی ذات کی وجہ سے نہیں بلکہ مجموعی حیثیت کے اعتبار سے۔

ابوالحسناء کی متابعت ابو عبد الرحمن نے کی ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ج 2 ص 496)

اور یہ ابوالحسناء سے بڑھ کر ثقہ راوی ہے۔ اس لئے ابوالحسناء کی یہ روایت جمہور کے نزدیک بھی مقبول ہے۔

خلاصہ روایات: ان روایات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بیس رکعت تراویح پر موافقت کی گئی۔

دیگر صحابہ و تابعین اور بیس رکعت تراویح:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن زمانوں کے خیر اور تمام زمانوں

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 43 تکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سے بہتر ہونے کی خبر دی ہے وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ ہے۔ امام بخاری حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کرتے ہیں:

خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ الْحَدِيثُ.

(صحیح البخاری: ج 1 ص 362، باب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ)

ترجمہ: تمام زمانوں میں سے بہتر میرا زمانہ ہے، پھر وہ جو اس کے ساتھ ملا ہے، پھر وہ جو اس کے ساتھ ملا ہے۔

حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی چشم دید گواہ ہیں، ان کی راست گفتاری اور صدق مقال پر ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ شاہد ہے جس طرح انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو دیکھا اسی پر ہمیشہ کاربند رہے، اسی طرح حضرات تابعین رحمہ اللہ نے بھی حضرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اعمال کو لیا اور پوری زندگی کے لیے راہ عمل بنا لیا۔

تراویح کے بارے میں جس طرح حضرات خلفاء راشدین کا عمل تھا کہ بیس رکعت پڑھتے اور حکم دیتے رہے دیگر صحابہ کرام اور تابعین عظام وغیرہ بھی بیس رکعت ہی پڑھتے پڑھاتے رہے۔ ذیل میں ان شخصیات میں سے چند کا عمل پیش کیا جاتا ہے کہ انہوں نے بیس رکعت تراویح ہی پڑھی اور پڑھائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

مشہور قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ ان کو یہ سعادت حاصل تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک اٹھاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعادی تھی

کہ اے اللہ سے دین کی سمجھ عطا فرما۔ ان کے بارے میں حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں:

كَانَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ يُصَلِّيَ بِنَا فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَيُنْصِرُ فَوْقَ وَعَلَيْهِ لَيْلٌ، قَالَ  
الْأَعْمَشُ: كَانَ يُصَلِّيَ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَيُؤْتِرُ بِثَلَاثٍ.

(قیام اللیل للمروزی ص 157)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رمضان میں ہمیں تراویح پڑھاتے تھے اور گھر لوٹ جاتے تو ابھی رات باقی ہوتی تھی۔ حدیث کے راوی اعمش فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس روایت کی مکمل سند عمدۃ القاری شرح البخاری للعلامة العینی میں موجود ہے، افادۃ نقل کی جاتی ہے:

رواہ محمد بن نصر المروزی قال أخبرنا يحيى بن يحيى أخبرنا حفص بن غياث عن  
الأعمش عن زيد بن وهب قال كان عبد الله بن مسعود.

(عمدۃ القاری ج 8 ص 246 باب فضل من قام رمضان)

اور یہ سند امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ:

آپ جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سب سے بڑا قاری ہونے کا لقب عطا فرمایا۔ آپ کے بارے میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ حضرت عبدالعزیز بن رفیع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

كان ابي بن كعب يصلي بالناس في رمضان بالمدينة عشرين ركعة ويوتر بثلاث.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 285 کم یصلی فی رمضان من رکعتہ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح

اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

اس کی سند صحیح ہے اور تمام راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

شبہ:

آل حدیث نے لکھا: عبدالعزیز بن رفیع کی حضرت ابی بن کعب سے ملاقات

ثابت نہیں، لہذا یہ روایت منقطع ہے۔ (مقدار قیام رمضان از زئی غیر مقلد ص 76)

جواب:

امام عبدالعزیز بن رفیع م 130ھ صحاح ستہ کے راوی ہیں اور خیر القرون کے

ثقہ محدث ہیں۔

(تقریب التہذیب: ص 389)

اور جمہور محدثین خصوصاً عند الاحناف خیر القرون کا ارسال و انقطاع مضر صحت نہیں۔

(تفصیل گزر چکی ہے) پس اعتراض باطل ہے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ:

آپ مشہور جلیل القدر تابعی ہیں۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر،

حضرت ابن عمر، حضرت معاویہ وغیرہ کے شاگرد ہیں، دو سو صحابہ رضی اللہ عنہم کی

زیارت کی ہے (تہذیب ج 4 ص 488)

آپ فرماتے ہیں:

ادرکت الناس وهم يصلون ثلاثاً وعشرين ركعة بالوتر۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 2 ص 285)

ترجمہ: میں نے لوگوں (صحابہ و تابعین) کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے

پایا ہے۔

فائدہ: اس روایت کی سند بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

### امام ابراہیم النخعی:

مشہور فقیہ اور اہل کوفہ کے نامور مفتی ہیں۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے

بڑا عالم نہیں دیکھا۔ (تہذیب التہذیب: ج 1 ص 168)

آپ فرماتے ہیں:

ان الناس كانوا يصلون خمس تروجات في رمضان

(کتاب الآثار بروایۃ ابی یوسف: ص 41 باب السہو)

ترجمہ: لوگ رمضان میں پانچ ترویجے (بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

اس روایت کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

### چند شبہات کا ازالہ:

غیر مقلد زنی صاحب نے اس روایت پر چند شبہات کئے۔ ان کے جوابات

پیش خدمت ہیں تاکہ موصوف کا مبلغ علم معلوم ہو جائے۔

### شبہ نمبر 1:

یوسف بن ابی یوسف کی توثیق نامعلوم ہے۔

### جواب:

اولاً:۔۔۔۔ اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ جب کتاب کی نسبت صاحب کتاب کی طرف

مشہور ہو تو نیچے کے راوی دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:

لان الكتاب المشهور الغنی بشهرته عن اعتبار الاسناد من المالی مصنفه

(الکتلابن حجر ص 56)

ترجمہ: جو کتاب مشہور ہو (کہ فلاں مصنف کی ہے) تو اس کی شہرت ہمارے اور مصنف

کتاب کے درمیان سند دیکھنے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

لہذا توثیق کا سوال باطل ہے۔

ثانیاً:۔۔۔۔ الجواہر المضية میں علامہ قرشی نے ان کے حالات لکھے ہیں جن سے ان کا فقیہ ہونا معلوم ہوتا ہے اور فقیہ ہونا توثیق ہے (دیکھئے الجواہر المضية ص 438-439)

شبه نمبر 2:

قاضی ابو یوسف پر جرح۔۔۔۔

جواب:

اولاً:۔۔۔۔ یہ جرح مردود ہے، اس لئے کہ امام ابو حنیفہ سے ان کی مدح و ثناء اور توثیق ثابت ہے کہ جب ایک بار امام ابو یوسف بیمار ہوئے اور امام ابو حنیفہ عیادت کے لیے آئے تو فرمایا: ”ان یمت هذا الفتی فهو اعلم من علیہا و اوما الی الارض“

[اگر یہ جوان فوت ہو گیا تو علم کا نقصان ہو گا کیونکہ یہ زمین پر اعلم ہے]

ثانیاً:۔۔۔۔۔ ائمہ جرح و تعدیل اور محدثین نے آپ کو حافظ الحدیث، اثبت فی الحدیث، صاحب السنۃ، افقہ الفقہاء، سید الفقہاء، ثقۃ وغیرہ فرمایا ہے۔

(تفصیل کے لیے دیکھیے حسن التقاضی من سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی للعلامة الکوثری)

لہذا ان پر جرح باطل ہے۔

سیدنا شتیر بن شکل:

نامور تابعی ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ نیز حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ام حبیبہ، حضرت حفصہ سے بھی روایت لی ہے۔

(تہذیب التہذیب: ج 3 ص 138)

آپ کے بارے میں روایت ہے:



عَنْ شَتِيرِ بْنِ شَكْلٍ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوُتْرَ.

(مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ: ج 2 ص 285 باب كم يصلي في رمضان من رُتْبَةٍ)

ترجمہ: حضرت شتیر بن شکل لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح اور (تین رکعت) وتر پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس روایت کی سند حسن درجہ کی ہے۔

### سیدنا ابوالبحتری:

آپ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر، حضرت ابوسعید وغیرہ کے شاگرد ہیں اہل کوفہ میں اپنا علمی مقام رکھتے تھے۔ (تہذیب ج 2 ص 679)

آپ کے بارے میں روایت ہے

عَنْ أَبِي الْبَحْتَرِيِّ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ فِي رَمَضَانَ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مُصَنَّفُ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ: ج 2 ص 285 باب كم يصلي في رمضان من رُتْبَةٍ)

کہ آپ رمضان میں پانچ ترویجے یعنی بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ: اس روایت کی سند حسن درجہ کی ہے۔

### سیدنا سوید بن غفلہ:

آپ مشہور تابعی ہیں حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابن مسعود اور دیگر غیرہ صحابہ کی زیارت کی ہے اور ان سے روایت لی ہے۔

(تہذیب التہذیب: ج 3 ص 107)

آپ کے بارے میں ابوالخضیب روایت کرتے ہیں:

كَانَ يَوْمَئِذٍ سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ فِي رَمَضَانَ فَيُصَلِّي خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ عَشْرِينَ رَكْعَةً.

(السنن الكبرى للبيهقي ج 2 ص 496 باب ما روي في عدد ركعات القيام في شهر رمضان.)

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 49 تکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ترجمہ: حضرت سوید بن غفلہ ہمیں رمضان میں پانچ ترو تکے یعنی بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔

### سیدنا ابن ابی ملیکہ:

مشہور تابعی ہیں، اہل علم میں اپنا مقام رکھتے تھے، تیس صحابہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ (تہذیب التہذیب: ج4 ص559)

آپ کے متعلق نافع بن عمر کہتے ہیں:

كَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يُصَلِّي بِنَا فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رُكْعَةً.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج2 ص285 باب کم یصلی فی رمضان من رُكْعَةٍ.)

ترجمہ: حضرت ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

فائدہ: اس کی سند بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

### سیدنا سعید بن جبیر:

آپ کبار تابعین میں سے ہیں، حضرت ابن عباس، حضرت ابن زبیر، حضرت ابن عمر، حضرت عدی بن حاتم وغیرہ سے روایت لی ہے۔ اہل کوفہ میں علمی مقام رکھتے تھے۔ حجاج بن یوسف نے ظلماً قتل کیا تھا۔ (تہذیب التہذیب: ج2 ص625)

آپ کے بارے میں اسماعیل بن عبدالمالک فرماتے ہیں:

كان سعيد بن جبیر يؤمنأ في شهر رمضان فكان يقرأ بالقراءتين جميعاً يقرأ الليلة بقراءة بن مسعود فكان يصلی خمس ترویجات.

(مصنف عبدالرزاق: ج4 ص204 باب قیام رمضان)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرواتے تھے آپ دونوں قراءتیں پڑھتے تھے ایک رات ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 50 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

قرأت (اور دوسری رات حضرت عثمان کی قرأت) آپ رحمہ اللہ پانچ ترویح کے (یعنی بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

سیدنا علی بن ربیعہ:

آپ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت علی، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت سمرہ بن جندب جیسے جلیل القدر صحابہ کے شاگرد ہیں۔ حدیث میں قابل اعتماد ہستی تھے۔

(تہذیب التہذیب: ج 4 ص 596)

حضرت سعید بن عبید رحمہ اللہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں:

أَنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرَوِيحَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 2 ص 285 باب کم یصلی فی رمضان من رعبیہ)

ترجمہ: حضرت علی بن ربیعہ رحمہ اللہ رمضان میں پانچ ترویح کے (یعنی بیس رکعت) اور تین وتر پڑھایا کرتے تھے۔

فائدہ: اس کی سند حسن درجہ کی ہے۔

سیدنا حارث:

عَنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ كَانَ يُؤَمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بَعَثَرِ بْنِ رَجْعَةَ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 2 ص 285 باب کم یصلی فی رمضان من رعبیہ)

ترجمہ: حضرت حارث رحمہ اللہ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

سیدنا عبد الرحمن بن ابی بکر، سیدنا سعید بن ابی الحسن، سیدنا عمران

العبدی:

یہ تینوں حضرات حضرت علی کے شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت یونس رحمہ اللہ سے

روایت فرماتے ہیں:

ادرکت مسجد الجامع قبل فتنۃ ابن الاشعث یصلی بہم عبدالرحمن بن ابی بکر وسعید بن ابی الحسن وعمران العبدی کانوا یصلون خمس تراویح۔

(قیام اللیل للروزی: ص 158)

ترجمہ: میں نے ابن الاشعث کے فتنہ سے پہلے جامع مسجد بصرہ میں دیکھا کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، حضرت سعید بن ابی الحسن اور حضرت عمران عبدی رحمہ اللہ لوگوں کو پانچ ترویحے (بیس رکعت) پڑھاتے تھے۔

خلاصہ روایات: ان روایات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور تابعین کرام رضی اللہ عنہ رمضان مبارک میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

جمہور علماء کا موقف اور اجماع امت:

(1)۔۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں:

اجمع الصحابہ علی ان التراویح عشر وون رکعة۔

(المرقات ج 3 ص 194)

ترجمہ: تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے بیس رکعت تراویح ہونے پر اجماع کیا ہے۔

نیز شرح نفاہیہ میں لکھتے ہیں:

فصار اجماعا لماروی البیہقی بأسناد صحیح: انہم کانوا یقیمون علی عہد عمر بعشرین رکعة وعلی عہد عثمان وعلی رضی اللہ عنہ۔

(ج 1 ص 342، فصل فی صلاة التراویح)

ترجمہ: پس (بیس رکعت) پر اجماع ہو گیا کیونکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلافت عمر رضی اللہ عنہ میں بیس

رکعتیں پڑھتے تھے، ایسے ہی خلافت عثمان اور خلافت علی رضی اللہ عنہما میں بھی۔

(2)۔۔

وبالاجماع الذی وقع فی زمن عمر اخذ ابوحنيفة والنووی والشافعی واحمد والجمهور واختارہ ابن عبدالبر۔

(اتحاف سادة المتقين ج3 ص422 بحوالہ تجلیات صفدر ج3 ص328)

ترجمہ: اس اجماع کی وجہ سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا تھا، امام ابوحنیفہ، امام نووی، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمهور حضرات نے (بیس رکعت تراویح) کو اختیار کیا ہے اور اسی کو علامہ ابن عبدالبر نے بھی پسند کیا ہے۔

(3)۔۔ امام ترمذی فرماتے ہیں:

واكثر اهل العلم على ما روى عن علي وعمر وغيرهما من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة۔

(سنن الترمذی ج1 ص166)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

(4)۔۔ مشہور فقیہ، ملک العلماء علامہ ابو بکر الکاسانی رحمہ اللہ اپنی کتاب بدائع الصنائع

میں اس اجماع کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

والصحيح قول العامة لما روى ان عمر رضی اللہ عنہ جمع ابی بن کعب فیصلى بهم فی کل ليلة عشرين ركعة ولم ينكر عليه احد فيكون اجماعا عنهم على ذلك۔

(بدائع الصنائع ج1 ص644)

ترجمہ: صحیح عام علماء ہی کا قول ہے، اس لیے کہ یہ روایت کی گئی ہے کہ حضرت عمر نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان المبارک میں حضرت ابی بن کعب رضی

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 53 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

اللہ عنہ کی امامت میں جمع کیا انہوں نے ان کو ہر رات بیس رکعت پڑھائیں اور اس پر کسی نے انکار نہیں کیا۔ پس یہ صحابہ کرام کی طرف سے بیس رکعت پر اجماع ہو گیا۔  
(5)۔ مشہور محدث علامہ ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی مشقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:  
اعلم ان صلاة التراويح سنة باتفاق العلماء وهي عشر و ركعة۔

(کتاب الاذکار ص 226)

ترجمہ: جان لیں کہ نماز تراویح باتفاق علماء سنت ہے اور یہ بیس رکعتیں ہیں۔

(6)۔ علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وهو قول جمهور العلماء وبه قال الكوفيون والشافعي واكثر الفقهاء وهو الصحيح عن ابي بن كعب من غير خلاف من الصحابة۔

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری ج 8 ص 246)

ترجمہ: بیس رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے اور یہی قول اہل کوفہ، امام شافعی اور اکثر فقہاء کرام کا ہے اور حضرت ابی بن کعب سے بھی یہی قول صحت سے مروی ہے، صحابہ میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔

(7)۔ خاتمہ المحققین وسیع النظر عالم علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(وهي عشر و ركعة) هو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقا وغربا۔

(رد المحتار لابن عابدین شامی ج 2 ص 495)

ترجمہ: بیس رکعت ہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر شرقاً وغرباً پوری امت کا عمل ہے۔

(8)۔ استاذ الحدیثین فقیہ النفس، قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس

اللہ سرہ اپنے رسالہ الحق الصریح میں فرماتے ہیں:

الحاصل ثبوت بست ركعت باجماع صحابه رضی اللہ عنہم در آخر زمان عمر رضی اللہ عنہ

ثابت شد پس سنت باشد و کسیکہ از سنت آہ انکار دارد خطاست۔ (الحق الصریح ص 14)

خلاصہ یہ کہ بیس رکعات کا ثبوت اجماع صحابہ سے ثابت شدہ ہے، لہذا یہی سنت ہے اور جو شخص اس کے سنت ہونے کا انکار کرے وہ غلطی پر ہے۔

### بلاد اسلامیہ میں تعداد تراویح:

بلاد اسلامیہ، اسلامی تعلیمات کے آئینہ دار ہوتے ہیں خصوصاً جب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کا دور مبارک ہو تو ان میں اسلام کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔ رمضان المبارک میں جب ان پر نظر ڈالی جائے تو ان میں مسلمان بیس تراویح پڑھتے نظر آتے ہیں۔ ذیل میں مشہور اسلامی شہروں میں پڑھی جانے والی تراویح کی مختصر تفصیل پیش کی جاتی ہے۔

### اہل مکہ:

1: امام دارالہجرۃ امام مالک بن انس فرماتے ہیں:

ویمکة بثلاث وعشرين (نیل الاوطار: ج 1 ص 514)

مکہ میں تیس رکعت (بیس تراویح اور تین وتر) پڑھے جاتے ہیں۔

2: امام عطاء بن ابی رباح مشہور تابعی ہیں۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر وغیرہ جلیل القدر صحابہ کے شاگرد ہیں دو سو صحابہ کرام کی زیارت کی ہے۔

(تہذیب التہذیب: ج 4 ص 488)

آپ کئی ہیں، اپنے شہر میں پڑھی جانے والی تراویح کا ذکر کرتے ہوئے

فرماتے ہیں: ادركت الناس وهم يصلون ثلاث وعشرين ركعة بالوترة۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 2 ص 285 باب کم یصلی فی رمضان من رکتہ)

میں نے لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے پایا ہے۔

3: مشہور امام فقیہ محمد بن ادریس شافعی فرماتے ہیں: ہکذا ادركت ببلدنا بمکة

(جامع الترمذی: ج 1 ص 166)

میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھتے پایا ہے۔

اہل مدینہ:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ خلافت راشدہ کے دار الخلافہ کی حیثیت سے عہد فاروقی میں تراویح کو اجتماعی شکل دینے کا آغاز مدینہ منورہ سے ہوا، جیسا کہ ما قبل با تفصیل گزرا کہ دور صدیقی و عثمانی میں مدینہ منورہ میں بیس رکعت ہی پڑھی جاتی رہی۔

1: حضرت ابن ابی ملیکہ مشہور تابعی ہیں، تیس صحابہ کرام کی زیارت کی ہے۔ آپ مدینہ

منورہ کے رہنے والے ہیں (تہذیب التہذیب: ج 3 ص 559)

آپ کے متعلق نافع بن عمر فرماتے ہیں:

کان ابن ابی ملیکہ یصلی بنا فی رمضان عشرین رکعة.

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 2 ص 285 باب کم یصلی فی رمضان من رُعیۃ)

حضرت ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

2: حضرت داؤد بن قیس رحمہ اللہ جو مدینہ کے رہنے والے تھے، مشہور محدث و حافظ

تھے، فرماتے ہیں:

ادرکت الناس بالمدینة فی زمن عمر بن عبدالعزيز و ابان بن عثمان یصلون ستا

و ثلاثین رکعة و یوترون بثلاث

(مصنف ابن ابی شیبہ: ج 2 ص 285 باب کم یصلی فی رمضان من رُعیۃ)

میں نے مدینہ میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور ابان بن عثمان کے دور میں

لوگوں کو چھتیس رکعت (تراویح) اور تین رکعت وتر پڑھتے پایا ہے۔

36 رکعات تراویح کیسے بنی؟ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:



تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے 56 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تشدیہا بأهل مكة حيث كانوا يطوفون بين كل ترويحتين طوافاً ويصلون ركعتيه ولا يطوفون بعد الخامسة فأراد أهل المدينة مساواتهم فجمعوا مكان كل طواف أربع ركعات، (الحاوی للفتاوی ج 1 ص 336)

ترجمہ: اہل مدینہ نے اہل مکہ کی مشابہت کے لیے 36 رکعات اختیار کر لیں کیونکہ اہل مکہ چار رکعت کے بعد طواف کعبہ کر لیتے تھے اور پانچویں ترویحتہ کے بعد طواف نہیں کرتے تھے۔ پس اہل مدینہ طواف کی جگہ پر 4 رکعات کے بعد 4 رکعات (نفل) پڑھ لیتے تھے۔

گویا ان کی اضافی رکعات تراویح کا حصہ نہ تھیں بلکہ درمیان کی نفلی عبادت میں شامل تھیں۔ تراویح فقط بیس رکعات ہی تھیں۔

### اہل کوفہ:

کوفہ ایک اسلامی شہر ہے جو عہد فاروقی میں 17ھ میں بحکم امیر المومنین تعمیر کیا گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود جیسے عظیم المرتبت صحابی کو تعلیم و تدریس کے لیے کوفہ شہر بھیجا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے دار الخلافہ بنایا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اس شہر میں چار ہزار حدیث کے طلبہ اور چار سو فقہاء موجود تھے۔ امام بخاری فرماتے کہ میں شمار نہیں کر سکتا کہ کوفہ طلب حدیث کے لیے کتنی مرتبہ گیا ہوں۔ (مقدمہ نصب الراية للکوثری لخصاً)

1: کوفہ کے مشہور فقیہ، مفتی اہل کوفہ حضرت ابراہیم بن یزید نخعی فرماتے ہیں:

الناس كانوا يصلون خمس ترويحات في رمضان (کتاب الاثمار: ص 41)

لوگ (صحابہ و تابعین) رمضان میں پانچ ترویحتے (یعنی بیس رکعت) پڑھتے تھے۔

2: مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر جنہوں نے حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر وغیرہ

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 57 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

جیسے القدر صحابہ سے علم حاصل کیا کوفہ ہی میں شہید کیے گئے، آپ کے بارے میں منقول ہے:

عن إسماعيل بن عبد الملك قال كان سعيد بن جبير يؤمنأ في شهر رمضان فكان يقرأ بالقرءاتين جميعاً يقرأ الليلة بقرءة بن مسعود فكان يصلى خمس ترويجات (مصنف عبد الرزاق ج 4 ص 204 باب قیام رمضان)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیرؓ رمضان کے مہینے میں ہماری امامت کرواتے تھے آپ دونوں قراءتیں پڑھتے تھے ایک رات ابن مسعودؓ کی قرأت (اور دوسری رات حضرت عثمان کی قرأت) آپ پانچ ترویجے (یعنی بیس رکعت) پڑھتے تھے۔  
3: حضرت شتیر بن شکل، حضرت علی کے شاگرد تھے کوفہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنْ شَتِيرِ بْنِ شَكْلِ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عَشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوُتْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج 2 ص 285 باب کم یصلی فی رمضان من رُکعتہ)

حضرت شتیر بن شکل لوگوں کو رمضان میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے۔

4: حضرت حارث ہمدانی، حضرت علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے شاگرد تھے، 65ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ آپ کے بارے میں روایت ہے:

عَنِ الْحَارِثِ: أَنَّهُ كَانَ يَوْمَ النَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ بِعَشْرِينَ رَكْعَةً وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج 2 ص 285 باب کم یصلی فی رمضان من رُکعتہ)

حضرت حارثؓ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں بیس رکعت تراویح اور تین وتر پڑھاتے تھے۔

تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے 58 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

5: مشہور تابعی امام سفیان ثوری کوفہ کے رہنے والے تھے، 161ھ میں وفات پائی۔  
آپ بھی بیس رکعات تراویح کے قائل تھے:

قال الترمذی رحمہ اللہ: روی عن عمر و علی وغیرہما من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرين رکعة وهو قول الثوری۔

(سنن الترمذی ج 1 ص 166 باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: اکثر اہل علم کا موقف بیس رکعت ہی ہے جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہی موقف امام سفیان ثوری کا بھی ہے۔

### اہل بصرہ:

حضرت یونس بن عبید جو حضرت حسن بصری اور امام ابن سیرین کے شاگرد اور سفیان ثوری و شعبہ کے استاد ہیں، فرماتے ہیں:

ادرکت مسجد الجامع قبل فتنۃ ابن الاشعث یصلی بہم عبدالرحمن بن ابی بکر وسعید بن ابی الحسن وعمران العبیدی کأنوا یصلون خمس تراویح۔

(قیام اللیل للمروزی ص 158)

ترجمہ: میں نے ابن الاشعث کے فتنہ سے پہلے جامع مسجد بصرہ میں دیکھا کہ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر، حضرت سعید بن ابی الحسن اور حضرت عمران عبیدی رحمہ اللہ لوگوں کو پانچ تراویح (بیس رکعت) پڑھاتے تھے۔

## ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور بیس رکعات تراویح:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سنتوں اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے مقدس طریقوں کی حفاظت و تدوین جس جامعیت اور تفصیل کے ساتھ حضرات

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 59 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

ائمہ اربعہ نے فرمائی ہے یہ مقام امت میں کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ اسی لیے پوری امت ان ہی کی رہنمائی میں پاک سنتوں پر عمل کر رہی ہے، یہ تمام ائمہ بیس رکعات کے قائل تھے، تفصیل پیش خدمت ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ:

امام اعظم فی الفقہاء امام ابو حنیفہ اور آپ کے تمام مقلدین بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔

1: علامہ ابن رشد اپنی مشہور کتاب بدایۃ المجتہد میں لکھتے ہیں:

فاختار... ابو حنیفہ... القیام بعشرین رکعة سوی الوتر۔ (ج1 ص214)

امام ابو حنیفہ کے ہاں قیام رمضان بیس رکعت ہے، وتر علاوہ ہیں۔

2: امام فخر الدین قاضی خان حنفی اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں:

عن ابی حنیفہ قال القیام فی شہر رمضان سنة... کل لیلۃ سوی الوتر عشرین

رکعة خمس ترویجات (فتاویٰ قاضی خان ج1 ص112)

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ رمضان میں ہر رات بیس رکعت یعنی پانچ

ترویجے وتر کے علاوہ پڑھنا سنت ہے۔

3: علامہ ابن عابدین شامی جو فقہ حنفی کے عظیم محقق ہیں، فرماتے ہیں:

(قوله وعشرون رکعة) وهو قول الجمهور وعليه عمل الناس شرقا وغربا

(رد المحتار ج2 ص495)

بیس رکعتیں ہی جمہور کا قول ہے اور اسی پر شرقا وغربا پوری امت کا عمل ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ:

امام مالک نے ایک قول کے مطابق بیس رکعت تراویح کو مستحسن کہا ہے۔ چنانچہ علامہ

ابن رشد فرماتے ہیں:

واختار مالك في احد قوليه....القيام بعشرين ركعة (بدایہ المجتہد ج 1 ص 214)  
ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے ایک قول میں بیس رکعت تراویح کو اختیار فرمایا  
ہے۔

دوسرا قول چھتیس رکعت کا ہے جن میں بیس رکعت تراویح اور سولہ نفل  
تھیں تفصیل گزر چکی ہے۔

امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ:

ائمہ اربعہ میں سے مشہور امام ہیں، آپ فرماتے ہیں:

احب الی عشر وں..... وکذا لک یقومون بمکة (قیام اللیل ص 159)  
مجھے بیس رکعت تراویح پسند ہے، مکہ میں بھی بیس رکعت پڑھتے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

وهكذا ادرکت ببلدنا بمکة یصلون عشرون رکعة۔

(جامع الترمذی ج 1 ص 166 باب ماجاء فی قیام شہر رمضان)

میں نے اپنے شہر مکہ میں لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھتے پایا ہے۔

مشہور شافعی عالم محقق العصر امام نووی دمشقی فرماتے ہیں:

اعلم ان صلوة التراويح سنة باتفاق العلماء وهي عشرون رکعة۔

(کتاب الاذکار: ص 226)

جان لو کہ تراویح باتفاق علماء سنت ہے اور یہ بیس رکعت ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

آپ بیس رکعت تراویح کے قائل تھے۔ چنانچہ فقہ حنبلی کے ممتاز ترجمان

امام ابن قدامہ لکھتے ہیں:

والمختار عندابی عبداللہ (احمد بن حنبل) فیہا عشرون رکعة و بهذا قال الثوری  
وابوحنیفہ والشافعی (المغنی ج 1 ص 802)

ترجمہ: مختار قول کے مطابق امام احمد بن حنبل بیس رکعت کے قائل تھے اور یہی مذہب  
امام سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا ہے۔

مشائخ عظام اور بیس رکعت تراویح:

امت مسلمہ میں جو مشائخ گزرے ہیں ان کا عمل، اخلاق اور حسن کردار اس  
امت کے لیے قابل اتباع ہے، ان کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو وہ بھی بیس رکعت پر  
عمل پیرا نظر آتے ہیں جو یقیناً رشد و ہدایت کی دلیل ہے۔ چند مشہور مشائخ کی  
تصریحات پیش خدمت ہیں۔

1: شیخ ابو حامد محمد غزالی م 505ھ:

التراویح وہی عشرون رکعة و کیفیتہا مشہورۃ وہی سنة موکدة۔

(احیاء العلوم ج 1 ص 123)

ترجمہ: تراویح بیس رکعتیں ہیں جن کا طریقہ معروف اور مشہور ہے اور یہ سنت موکدہ  
ہیں۔

2: شیخ عبدالقادر جیلانی م 561ھ:

آپ علوم اسلامیہ کے ہر فن میں بے بدل عالم، تصوف و سلوک کے مشہور  
امام تھے اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین میں تراویح سے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

صلوة التراویح سنة النبی وہی عشرون رکعة. (ص: 267، 268)

تراویح کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے اور یہ بیس رکعت ہے۔

3: شیخ امام عبد الوہاب شعرانی م 973ھ:

آپ مشہور محدث، فقیہ اور سلسلہ تصوف میں ایک خاص مقام کے مالک تھے۔ اپنی مشہور زمانہ کتاب ”المیزان الکبریٰ“ میں تحریر فرماتے ہیں:

التراویح فی شہر رمضان عشرون رکعة (ص 153)

ترجمہ: تراویح رمضان میں بیس رکعت ہے۔

حر مین شریفین اور بیس رکعات تراویح:

اسلام کے دو مقدس حرم؛ حرم مکہ و حرم مدینہ میں چودہ سو سال سے بیس رکعت سے کم تراویح پڑھنا ثابت نہیں بلکہ بیس رکعت ہی متوارث و متواتر عمل رہا ہے۔ چنانچہ مسجد نبوی کے مشہور مدرس اور مدینہ منورہ کے سابق قاضی شیخ عطیہ سالم نے مسجد نبوی میں نماز تراویح کی چودہ سو سالہ تاریخ پر ”التراویح اکثر من الف عام“ کے نام سے ایک مستقل کتاب تالیف فرما کر ثابت کیا ہے کہ چودہ سو سالہ مدت میں بیس رکعت متواتر عمل ہے، اس سے کم ثابت نہیں۔ جامعہ ام القری مکہ مکرمہ کی طرف سے کلیۃ الشریعۃ والدراسات الاسلامیہ مکہ مکرمہ کے استاذ شیخ محمد علی صابونی کا ایک رسالہ ”الہدی النبوی الصحیح فی صلوة التراویح“ کے نام سے شائع کیا گیا ہے جس میں شیخ صابونی نے عہد خلافت راشدہ سے لے کر عہد حکومت سعودیہ تک مکہ مکرمہ و مسجد حرام میں ہمیشہ بیس رکعات تراویح پڑھے جانے کا ثبوت دیا ہے۔

خلاصہ کلام:

مذکورہ احادیث و آثار، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ کے

افعال، ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کے اقوال سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

(1)۔۔۔ آپ علیہ السلام نے لوگوں کو قیام رمضان کی بہت ترغیب دی، خود بھی پڑھتے رہے، تین دن اس کی جماعت کرائی اور امت کے لیے اسے مسنون قرار دیا۔

(2)۔۔۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعت ثابت ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ کی احادیث سے ظاہر ہے۔ چونکہ ان روایات کو امت کی تلقی بالقبول حاصل ہے اس لیے یہ صحیح لغیرہ کے درجہ میں ہیں۔

(3)۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاء راشدین میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر مواظبت فرمائی اور بیس رکعت پر امت کو جمع کیا۔ تمام مہاجر و انصار صحابہ کی موجودگی میں اس پر اجماع ہو گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بھی بیس رکعت ہی پڑھی جاتی رہی۔

(4)۔۔۔ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات تابعین بھی بیس رکعت تراویح کے قائل و فاعل رہے۔

(5)۔۔۔ ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اور ان کے مقلدین بیس رکعت ہی پڑھتے چلے آ رہے ہیں، گویا یہ عملاً متوارث و متواتر ہے۔

(6)۔۔۔ بلاد اسلامیہ خصوصاً مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ و کوفہ وغیرہ میں بیس رکعت ہی پڑھی جاتی رہی ہے۔

(7)۔۔۔ امت مسلمہ کے مشائخ و بزرگان بیس رکعت پر ہی عمل پیرا رہے۔

(8)۔۔۔ عرصہ چودہ سو سال سے اسلام کے عظیم مراکز حرمین شریفین میں بیس رکعت ہی پڑھائی جاتی ہیں اور آج بھی رمضان المبارک کی بہاروں میں بیس رکعت ہی پڑھی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس سنت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آمین



## غیر مقلدین کے موقف اور شبہات کی حقیقت

محترم قارئین! سابقہ صفحات میں آپ نے ملاحظہ کر لیا کہ نماز تراویح میں رکعات ہی ہیں، لیکن غیر مقلدین اس متواتر عمل کو چھوڑ کر آٹھ رکعت پر اکتفاء کرتے نظر آتے ہیں۔ اپنے خود ساختہ موقف پر چند ”دلائل“ پیش کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان کے اس موقف اور دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔

### نمبر 1:

غیر مقلدین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کو بڑے زور و شور سے پیش کرتے ہیں کہ اس سے آٹھ رکعت تراویح ثابت ہے۔ روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلمہ بن عبد الرحمن نے ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

”ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ یصلی اربعاً فلا تسئل عن حسنہن وطولہن ثم یصلی ثلاثاً“

(صحیح بخاری)

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعتیں پڑھے، پس کچھ نہ پوچھو کتنی حسین و لمبی ہوتی تھیں، اس کے بعد پھر چار رکعت پڑھتے، کچھ نہ پوچھو کتنی حسین اور لمبی ہوتی تھیں، پھر تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

## جواب نمبر 1:

اس روایت سے آٹھ رکعت تراویح پر استدلال باطل ہے، اس لیے کہ:

1: اس میں ”رمضان وغیر رمضان“ میں ہمیشہ گیارہ رکعت پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح صرف رمضان میں پڑھی جاتی ہے، غیر رمضان میں نہیں۔ حدیث کے جملہ ”ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید فی رمضان ولا فی غیرہ“ سے یہی بات سمجھ میں آرہی ہے۔

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس سے وہ نماز مراد ہے جو رمضان اور غیر رمضان دونوں میں پڑھی جاتی ہے اور وہ نماز تہجد ہے [وضاحت آگے آرہی ہے]

2: اس حدیث میں گیارہ رکعت تنہا پڑھنے کا ذکر ہے نہ کہ جماعت کے ساتھ اور تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہے۔

3: اس میں ایک سلام سے چار رکعت کا ذکر ہے جبکہ تراویح ایک سلام سے دو رکعت پڑھی جاتی ہیں۔

## جواب نمبر 2:

محدثین کے نزدیک بھی یہ حدیث تراویح کے متعلق نہیں۔ کیونکہ عام طور پر حضرات محدثین کا طرز یہ ہے کہ تہجد کے لیے ”باب قیام اللیل“ اور تراویح کے لیے ”باب قیام رمضان“ قائم کرتے ہیں۔ مثلاً۔۔۔

نام کتاب	باب تہجد	باب تراویح
صحیح بخاری	باب فضل قیام اللیل	باب فضل من قام رمضان
صحیح مسلم	باب صلوة اللیل	باب الترغیب فی قیام رمضان وھو التروایح

سنن ابی داؤد	باب فی صلوة اللیل	باب قیام شہر رمضان
سنن ترمذی	باب فی فضل صلوة اللیل	باب ماجاء فی قیام شہر رمضان
سنن نسائی	کتاب قیام اللیل	ثواب من قام وصام
سنن ابن ماجہ	باب ماجاء فی قیام اللیل	باب ماجاء فی قیام شہر رمضان
موطا امام مالک	باب فی صلوة اللیل	باب فی قیام رمضان
موطا امام محمد	باب فی صلوة اللیل	باب قیام شہر رمضان
مشکوٰۃ شریف	باب فی صلوة اللیل	باب قیام شہر رمضان
ریاض الصالحین	باب فضل قیام اللیل	باب استحباب قیام رمضان وهو التراویح
صحیح ابن حبان	فصل قیام اللیل	فصل فی التراویح
مجمع الزوائد	باب فی صلوة اللیل	قیام رمضان
سنن کبریٰ للبیہقی	باب فی صلوة اللیل	باب فی قیام شہر رمضان
جمع الفوائد	صلوة اللیل	قیام رمضان والتراویح وغیر ذالک
قیام اللیل للمروزی	باب فی صلوة اللیل	قیام رمضان
بلوغ المرام	صلوة التطوع	قیام رمضان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت کو محدثین نے باب صلوة اللیل (یعنی

تہجد کے باب) میں ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً

صحیح البخاری۔۔۔ ج 1 ص 154 کتاب التہجد

صحیح مسلم۔۔۔ ج 1 ص 254 باب صلاة اللیل وعدد رکعات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی اللیل

سنن ابی داؤد۔۔۔ ج 1 ص 189 باب صلاة اللیل

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 67 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

سنن الترمذی۔۔۔ ج 1 ص 98 باب صلاة اللیل

موطا امام مالک۔۔۔ ص 99 باب فی صلوة اللیل

سنن النسائی۔۔۔ ج 1 ص 237 کتاب قیام اللیل

زاد المعاد لابن القیم۔۔۔ ص 125 قیام اللیل

حضرات محدثین کا اس حدیث کو قیام اللیل (یعنی تہجد کے باب) میں ذکر کرنا دلیل ہے کہ یہ تہجد سے متعلق ہے نہ کہ تراویح کے متعلق۔

جواب نمبر 2 پر اعتراض:

اس روایت کو امام بخاری ”باب فضل من قام رمضان“ اور امام محمد ”باب قیام شہر رمضان“ میں بھی لائے ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تراویح کے متعلق ہے۔

جواب:

امام بخاری اور امام محمد اس روایت کو تہجد اور قیام رمضان وغیرہ میں لائے تاکہ ثابت کریں کہ تہجد جس طرح غیر رمضان میں پڑھی جاتی ہے اسی طرح رمضان میں بھی پڑھی جاتی ہے۔

فائدہ: غیر مقلدین کا خود بھی اس روایت پر عمل نہیں، اس لیے کہ اس روایت میں رمضان اور غیر رمضان میں تین رکعات وتر کا ذکر ہے لیکن غیر مقلدین ایک وتر پڑھ کر گھر کی راہ لیتے ہیں۔

نمبر 2:

غیر مقلدین آٹھ رکعت تراویح پر یہ دلیل بھی پیش کرتے ہیں:

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 68 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

عن جابر بن عبد اللہ قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر رمضان ثمان رکعات واوتر فلما كانت القابلة اجتمعنا فی المسجد ورجونا ان ینخرج فلم نزل فیہ حتی اصبحتنا ثم دخلنا فقلنا یا رسول اللہ اجتمعنا البارحة فی المسجد ورجونا ان تصلی بنا فقال انی خشیت ان ینکتب علیکم

(المعجم الصغیر للطبرانی)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان کی ایک رات میں آٹھ رکعتیں اور تین وتر پڑھائے۔ جب دوسری رات ہوئی تو ہم مسجد میں جمع ہو گئے۔ ہم اس امید میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے، ہم اسی انتظار میں بیٹھے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم رات کو اس امید پر جمع ہوئے تھے کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس بات کا خوف تھا کہ یہ نماز تم پر کہیں فرض نہ ہو جائے۔ [اس لیے نہیں پڑھائی] یہی روایت صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، اور قیام اللیل للرموزی میں بھی موجود ہے۔

جواب:

مذکورہ کتب میں یہ روایت دوسندوں سے آتی ہے۔

1: اسحاق - ابوالریح - یعقوب قتی - عیسیٰ بن جاریہ - جابر بن عبد اللہ

2: محمد بن حمید الرازی - یعقوب قتی - عیسیٰ بن جاریہ - جابر بن عبد اللہ

ان دونوں طریق میں درج ذیل رواۃ ضعیف و مجرد ہیں۔

عیسیٰ بن جاریہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ سے نقل کرنے والے صرف ایک راوی ہیں عیسیٰ

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 69 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

بن جاریہ، انہی پر اس روایت کا مدار ہے، ابن خزیمہ کے حاشیہ پر اس کے بارے میں

لکھا ہے: عیسیٰ بن جاریہ فیہ لین (صحیح ابن خزیمہ ج 1 ص 531)

ترجمہ: عیسیٰ بن جاریہ میں کمزوری ہے۔

دیگر محدثین نے بھی اس پر جروح کی ہیں:

1: امام یحییٰ بن معین: لیس بذالك عندنا منا کیر [یہ شخص قوی نہیں نیز اس کے پاس

منکر روایات پائی جاتی ہے]

2: امام نسائی: منکر الحدیث [اس کی حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے]

3: امام ابو داؤد: منکر الحدیث [اس کی حدیث میں نکارت پائی جاتی ہے]

4: امام نسائی: متروک الحدیث [اس کی روایات کو محدثین نے ترک کر دیا ہے]

5: امام ابن عدی: احادیثہ غیر محفوظہ [اس کی احادیث غیر محفوظ ہیں]

6: امام ساجی: ضعفاء میں شمار کیا۔

7: امام عقیلی: ضعفاء میں شمار کیا۔

(میزان الاعتدال ج 3 ص 312، تہذیب التہذیب ج 5 ص 193، 192)

## یعقوب قتی:

یہ راوی دونوں سندوں میں موجود ہے۔ اس کا نام یعقوب بن عبد اللہ القمی

ہے۔ یہ بھی مجروح راوی ہے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں: لیس بالقوی۔

(میزان الاعتدال ج 5 ص 178)

یہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔

پس یہ روایت ضعیف، متروک اور صحیح روایات کے مقابلے میں ناقابل حجت ہے۔

### نمبر 3:

حدثنا عبد الاعلیٰ حدثنا يعقوب عن عيسى بن جارية حدثنا جابر بن عبد الله قال جاء ابي ابن كعب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان كان منى الليلة شئى يعنى فى رمضان قال وما ذاك يا ابي قال: نسوة فى دارى قلن انا لا نقرأ القرآن فنصلى بصلا تك قال فصليت بهن ثمان ركعات ثم اوترت قال فكان شبه الرضاء ولم يقل شيئاً۔

(مسند ابی یعلیٰ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! آج رات میرے ساتھ ایک بات پیش آئی یعنی رمضان میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابی! وہ کیا بات ہے؟، حضرت ابی نے کہا: میرے گھر میں عورتیں تھیں، انہوں نے کہا کہ ہم قرآن نہیں پڑھ سکتیں، اس لیے ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گی، تو میں نے انہیں اٹھ رکعت اور وتر پڑھائے۔ تو یہ رضاء کی مثل ہوئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ نہیں فرمایا۔

### جواب نمبر 1:

اس سند میں وہی عیسیٰ بن جاریہ اور یعقوب القمی موجود ہیں، جو سخت مجروح اور ضعیف ہیں۔ ان پر جرح ہم ماقبل میں ذکر کر آئے ہیں۔ لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

### جواب نمبر 2:

اس روایت کے تمام طرق جمع کریں تو کئی قرآن ملتے ہیں کہ اس روایت میں

اضطراب ہے۔

1: یہ روایت تین کتابوں میں ہے۔ مسند احمد میں سرے سے "رمضان" کا لفظ ہی نہیں، مسند ابی یعلیٰ میں "یعنی رمضان" کا لفظ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فہم راوی ہے نہ کہ روایت، قیام اللیل مروزی میں "فی رمضان" کا لفظ ہے جو یقیناً کسی تھمائی راوی کا ادراج ہے۔ جب اس روایت میں "فی رمضان" کا لفظ ہی مدرج ہے تو اسے تراویح سے کیا تعلق رہا؟

2: مسند ابی یعلیٰ اور قیام اللیل للمروزی سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ خود حضرت ابی بن کعب کا ہے جبکہ مسند احمد کی روایت میں الفاظ ہیں: عن جابر عن ابی بن کعب قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم الخ۔ [حضرت جابر حضرت ابی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کسی اور کا ہے، حضرت ابی بن کعب کا نہیں۔

3:- سب سے بڑھ کر یہ کہ آٹھ رکعت پڑھنے والا یہ کہتا ہے: "انه كان منى الليلة شئى" [رات مجھ سے یہ کام سرزد ہو گیا] اور "عملت الليلة عملاً" [میں نے آج رات ایسا عمل کیا]۔ معلوم ہوا کہ اس نے اسی رات آٹھ پڑھیں تھیں اس سے پہلے معمول آٹھ کا نہیں تھا، اس لئے تو اس نے کہا کہ میں نے یہ انوکھا کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے کہ جب یہ خود اس کام کو انوکھا سمجھ رہا ہے تو خواہ مخواہ اس کی تردید کیوں کی جائے۔

نمبر 4:

سائب بن یزید سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابی بن کعب



اور تمیم داری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعت پڑھائیں۔

(موطا امام مالک)

## جواب 1:

یہاں چند امور قابل غور ہیں۔

امر اول: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی تراویح کے ناقل یہ راوی ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	السائب بن یزید	تفصیل آگے	---
2	یزید بن رومان	23 [مع الوتر]	موطا امام مالک
3	عبد العزیز بن رفیع	20	مصنف ابن ابی شیبہ
4	ابی بن کعب	20	مسند احمد بن منیع
5	یحییٰ بن سعید	20	مصنف ابن ابی شیبہ
6	محمد بن کعب القرظی	20	قیام اللیل للمروزی
7	حسن بصری	20	سنن ابی داؤد

یہ تمام روایات میں رکعت تراویح ہی روایت کرتے ہیں، رہے سائب بن

یزید تو ان کی روایت کی تفصیل درج ذیل ہے:

سائب بن یزید کے تین شاگرد ہیں:

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	یزید بن خصیفہ	20	السنن الکبریٰ
2	حارث بن عبد الرحمن ابی ذہاب	23 [مع الوتر]	مصنف عبد الرزاق

3	محمد بن یوسف	تفصیل آگے	---
---	--------------	-----------	-----

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سائب بن یزید کے تین شاگردوں میں سے یزید بن خصیفہ بیس اور حارث بن عبد الرحمن ابی ذہاب تینیں [مع الوتر] نقل کرتے ہیں، البتہ محمد بن یوسف نے دو باتوں میں اختلاف کیا ہے۔

1: یزید بن خصیفہ اور حارث بن عبد الرحمن ابی ذہاب قاریوں کی تعداد نہیں بتاتے لیکن محمد بن یوسف نے بتائی ہے کہ دو تھے؛ ابی بن کعب اور تمیم داری۔

2: اول الذکر دو راوی تراویح بیس ہی نقل کرتے ہیں لیکن اس نے تراویح کی تعداد گیارہ، تیرہ اور اکیس نقل کی۔

محمد بن یوسف کے شاگردوں کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

نمبر شمار	راوی	تعداد رکعت	ماخذ
1	امام مالک	11	موط امام مالک
2	یحییٰ بن سعید القطان	11	مصنف ابن ابی شیبہ
3	عبد العزیز بن محمد الدرّ اؤردی	11	سعید بن ابی منصور
4	محمد بن اسحاق	13	قیام اللیل للمروزی
5	داؤد بن قیس وغیرہ	21	مصنف عبد الرزاق

اس سے واضح ہوتا ہے کہ محمد بن یوسف کے پانچوں شاگردوں کے بیانات

عدد و کیفیت کے لحاظ سے باہم مختلف ہیں کہ۔۔۔

1: پہلے تین شاگرد گیارہ نقل کرتے ہیں اور محمد بن اسحاق تیرہ، جبکہ پانچواں شاگرد داؤد بن قیس اکیس رکعات نقل کرتا ہے۔

تراویح میں رکعت سنت مؤکدہ ہے 74 متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

2: امام مالک کی روایت میں گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم ہے عمل کا ذکر نہیں، یحیی القطان کی روایت میں حکم کا ذکر نہیں، عبدالعزیز بن محمد کی روایت میں گیارہ رکعت تو ہیں لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی بن کعب اور تمیم داری کا ذکر۔ محمد بن اسحاق کی روایت میں تیرہ رکعت کا ذکر ہے لیکن نہ حکم ہے اور نہ ابی و تمیم کا ذکر، اور داؤد بن قیس کی روایت میں حکم تو ہے لیکن گیارہ کی بجائے اکیس کا ذکر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ محمد بن یوسف کی یہ روایت شدید مضطرب ہے اور اضطراب فی المتن وجہ ضعف ہوتا ہے:  
والاضطراب یوجب ضعف الحدیث۔

(تقریب النووی مع شرحہ التدریب: ص 234)

ترجمہ: اضطراب روایت کو ضعیف بنا دیتا ہے۔

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

امام مالک کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ وہ بیس کے قائل ہیں۔ علامہ ابن رشد لکھتے ہیں:

واختار مالک فی احد قولیه۔۔۔۔۔ القیام بعشرین رکعة

(بدایہ المجتہد ج 1 ص 214)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے ایک قول میں بیس رکعت تراویح کو اختیار فرمایا ہے۔

اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ راوی کا عمل اگر اپنی روایت کے خلاف ہو

تو اس بات کی دلیل ہے کہ روایت ساقط ہے۔

لہذا یہ روایت ساقط العمل ہے۔

### جواب 3:

اس روایت کے مرکزی راوی سائب بن یزید کا اپنا عمل اس کے خلاف ہے کیونکہ ان سے بسند صحیح مروی ہے:

عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بن الخطاب بعشرین رکعة والوتر۔

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی: ج 2 ص 305 کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے زمانے میں بیس رکعت تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ: چونکہ یہ روایت تمام رواۃ کی مرویات کے خلاف تھی اس لیے علماء نے اس کے بارے میں دو موقف اختیار کیے ہیں۔

- ترجیح
- تطبیق

### ترجیح:

اس روایت (گیارہ رکعت) کو راوی کا وہم قرار دے کر مرجوح قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

ان الاغلب عندی ان قوله احدی عشرة وهم (الزرقانی شرح موطا: ج 1 ص 215)

ترجمہ: میرے نزدیک غالب (راجح) یہی ہے کہ راوی کا قول ”احدی عشرة“ [گیارہ رکعت] وہم ہے۔

## تطبیق:

بعض حضرات نے تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً:

1: علامہ بدر الدین عینی:

لعل هذا كان من فعل عمر اولا ثم نقلهم الى ثلاث وعشرين.

(عمدة القاری: ج 8 ص 246)

ترجمہ: ممکن ہے یہ (گیارہ رکعت) حضرت عمر کا پہلے کا عمل ہو جو تینس رکعات (بیس تراویح اور تین وتر) تک جا پہنچا ہو۔

2: ملا علی قاری:

وجمع بينهما بانه وقع اولا (ای احدى عشرة ركعة في زمان عمر) ثم استقر الامر على العشرين فانه المتوارث

(المرقاة على المشكوة ج 3 ص 194)

ترجمہ: ان دونوں میں تطبیق یوں بھی دی جاسکتی ہے کہ یہ پہلے کا عمل ہو، پھر بیس رکعت پر معاملہ ٹھہر گیا ہو اور یہی عمل امت میں متواتر و متوارث چلا ہے۔

3: علامہ محمد بن علی النیسوی:

وجمع البيهقي بينهما كانوا يقومون بأحدى عشرة ثم قاموا بعشرين واوروا بثلاث وقعدوا واما وقع في زمن عمر كالأجماع.

(حاشية آثار السنن ص 221)

ترجمہ: امام بیہقی نے ان میں تطبیق یوں دی کہ (ممکن ہے) پہلے یہ لوگ گیارہ پڑھتے ہوں، پھر بیس رکعت تراویح اور تین وتر پر کار بند رہے ہوں۔